رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

عرب ... الحکم ... یتلوا علیھم آیاتہ و یزکیھم ...

الحکم

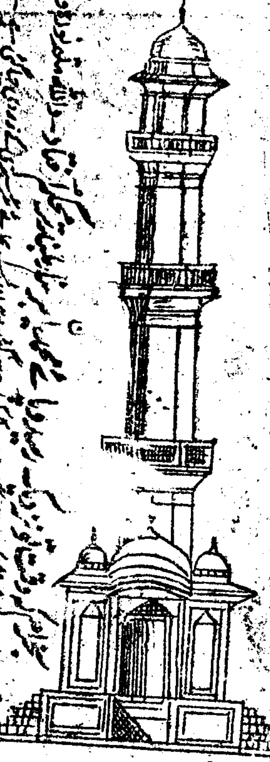
چہ گویم بانو گر آئی بہادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر سے ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...

نمبر ۳ | قادیان دارالامان | مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء مطابق ۸ ذیقعد ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۱



فہرست مضامین

سلک مروارید کا دوسرا حصہ طبع ہو کر شائع ہو گیا

الحکم کے ناظرین عرصہ سے سلک مروارید کے دوسرے حصہ کی تالیف اور اشاعت کے لئے تقاضا کر رہے تھے مگر میں اپنی عدیم الفرصتی کہوں یا سستی کہ جو اتنک اس رسالہ کو شائع کرنے کے قابل نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اب توفیق ملنے پر میں نے اسکو مکمل کر کے شائع کر دیا ہے میں اس کے مضامین کے لحاظ سے یہ جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ انشاء اللہ پہلے حصہ کیطرح مفید اور موثر ہوگا۔ نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے آگاہ کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھلایا گیا ہے اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا جاتا ہے۔

یہ رسالہ ہر گھر میں ہونا چاہیئے اس کا مطالعہ نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں کیلئے بھی بہت مفید ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

۸۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت صرف ۴؎ علاوہ محصول ڈاک

(خاکسار)

الحکم کو ایک ہزار خریدار بہم پہنچانے والے النظیر

... اس کی ... کو شائع کرنا ...

یہ امر مسلم ہے کہ اخبار کی اشاعت کا دائرہ جس قدر وسیع ہوگا اسی قدر یہ زیادہ مفید اور کارآمد ہوگا۔ اوسکے لئے مختلف اوقات میں متفرق طور پر ناظرین الحکم کو متوجہ کیا گیا اور اسی تحریکیں پر کچھ نہ کچھ کام بھی ہوا لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ ہر شخص نے اپنا فرض نہیں سمجھا کہ توسیع اشاعت کے لئے کام کرے۔ اگر الحکم کے ایک ہزار خریدار ... دس ... ہو ... بہت جلد یہ ہزار اشاعت میں ترقی ہو گئی ہے بس میں ان سو والنظیر دن کی آواز سننے کا خواہشمند ہوں جو اس خدمت کے لئے آمادہ ہوں میں ڈاکٹر علم الدین صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ کا نام بطور نظیر پیش کرتا ہوں جنہوں نے میری تحریک کے بدون چھ خریدار الحکم کے لئے اور پانچ بدر کے لئے اور دو میگزین کیلئے بھیجے ہیں ... سب ...

... ہیں اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر ... تجربہ ... میں ڈاکٹر صاحب کو بانی خریدار بہم پہنچانے کی تحریک کرتا ہوں اور دوسرے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ اگر ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء تک یہ ایک ہزار خریدار الحکم کے لئے پیدا ہو گئے تو انشاء اللہ العزیز یکم اپریل ۱۹۰۷ء سے الحکم ہفتہ میں دو بار کر دیا جاویگا۔

(ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں بفضلہ تعالیٰ ناساز رہی دوران سر کی شکایت تھی اب خدا کا شکر ہے طبیعت اچھی ہے اور آپ ... کے قریب صبح کو باہر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں آپکے اہل بیت اور متعلقین بفضلہ تعالیٰ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کرتے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت کی صحت خدا کے فضل سے قابل شکرگذاری ہے۔

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان ہو چکے مڈل کا امتحان ہو رہا ہے سکول کا سال یکم فروری ۱۹۰۷ء سے شروع ہوگا۔ باہر سے طلبا آ رہے ہیں۔

تازہ الہامات

۱۵ - جنوری ۱۹۰۷ء - تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

۲۰ - جنوری ۱۹۰۷ء کی سیر میں سنایا - یوم تاتی السماء بدخان مبین و تری الارض یومئذ خامدۃ مصفرۃ

نماز جنازہ غائب پڑھی جاوے

منشی امام الدین صاحب گارڈ جہلمی کا انتقال ہو گیا احباب جنازہ غائب پڑھیں مرحوم ایک مخلص احمدی تھے الحکم کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے چھوٹے چھوٹے بچے یتیم رہ گئے ہیں جنکو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس انتظامیہ نے مدرسہ میں داخل کر لینا منظور کر لیا ہے۔

درخواست دعا

بابو عبدالحق صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام جو کچھ عرصہ سے ایک مقدمہ کی لپیٹ میں آئے ہوئے ہیں جسکا ہنوز تصفیہ نہیں ہوا۔ ناظرین الحکم سے دعا کی درخواست ہے۔

سفرنامہ دہلی

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

سلطان محمد غوری خود تو واپس چلا گیا مگر اپنے سپہ سالار قطب الدین کو دہلی چھوڑ گیا - اور یہی خاندان دہلی کا حکمران خاندان ٹھیرا - اور خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہوا - اس خاندان کے دوران عہد مین دہلی کا ... اور پہلے سے دہلی نے ترقی ... یہانتک کہ قطب صاحب کی لاٹ یا ... کی یادگار اب تک موجود ہے -

قطب مینار ایک عظیم الشان نمونہ اس زمانہ کا ہے - مین اوپر ذکر کر آیا ہون کہ جہان قطب مینار واقع ہے وہان دراصل ایک بہت بڑا بت خانہ تہا جس کے نشانات ابتک موجود ہین قطب الدین نے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرایا تہا - چنانچہ آج بہی اس مسجد کے دروازے اور محراب قطب الدین کے اس ارادہ کا اظہار کر رہے ہین مگر بعض وجوہ اور اسباب ایسے ہی پیش آگئے کہ وہ اس مینار کے سوا اسے مکمل نہ کر سکا - اگر یہ مسجد اس طرز اور نہج پر جو قطب الدین نے تجویز کیا تہا طیار ہوجاتی تو روئے زمین پر اپنی قسم کی یہہ ایک ہی عمارت ہوتی - اس مسجد کے دروازے پر کہود کر اقم الصلوۃ لدلوک الشمس والا ارواح ایسی عجیب شان سے لکہا ہوا ہے - کہ دیکہکر حیرت ہوتی ہے ایسا ہی سورۃ فاتحہ اور اسماء الہٰی بہی عجیب شان ظاہر کرتے ہین غرض قطب الدین کا خاندان خاندان غلامان کے نام سے موسوم ہوکر دہلی کا حکمران ہوا - اور ۱۲۸۸ء تک یہ خاندان حکمران رہا - مگر جب حکمران خاندان کی حالت اندر ہی اندر اس رنگ سے رنگین ہوچکی جو بالطبع انقلاب چاہتی ہے تو جلال الدین خلجی نے اس خاندان کا چراغ گل کردیا - اس خاندان مین علاؤ الدین ایک زبردست اور مشہور بادشاہ گذرا ہے -

علاء الدین کے عہد مین دہلی پر دوبارہ حملہ ہوا جس مین حملہ آور فریق کو شکست ہوئی - لیکن اس نے دہلی کا محاصرہ کرلیا اور دو مہینے تک محاصرہ رہا - آخر خود ہی چہوڑ دیا مگر ۱۳۲۱ء مین اس خاندان کا بہی خاتمہ ہوا اور پہر تغلق نام خاندان حکمران ہوا - یہہ پٹہانون کا خاندان تہا اسنے کسی دوسرے شہر کی بنیاد تو نرکہی اور ہندؤن کے آباد کردہ پرانے شہر کو اپنے مذاق پر بنالیا - لیکن غیاث الدین تغلق نے مشرق کی طرف چار میل کے فاصلے پر ایک نیا دار السلطنت تغلق آباد نام آباد کیا - جو قطب صاحب کو جاتے ہوئے مشرقی جانب واقع ہے اور تغلق آباد کا محل اور قلعہ اب تک اسی مٹی ہوئی سلطنت کی مٹی ہوئی یادگار ہے - یہہ بڑی مضبوط اور عالیشان عمارت ہے جس مین اسی خاندان کے لوگ رہتے ہین اور کہیتی باڑی کرکے اپنا پیٹ پالتے اور انقلاب روزگار کی جیتی جاگتی اور بولتی چالتی نشانیان ہین - تغلق آباد کی شان و شوکت ابہی تک اسکے کہنڈرون سے نمودار ہے - غیاث الدین کے بعد محمد تغلق حکمران ہوا جو ۱۳۵۱ء تک حکمران رہا اسکے عہد حکومت مین اس شہر کو خوب ترقی اور رونق نصیب ہوئی - اور شہر اس مقام تک پہونچ گیا جہان سے پہر زوال شروع ہونا چاہیے تہا لغوائے ہر کمالے را زوالے - محمد تغلق فوت ہوا - اس کے ساتہہ ہی تغلق آباد کی قسمت کا ستارہ ڈوب گیا - کیونکہ اس کے جانشین فیروز شاہ نے بقول شاعر

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت

ایک نیا شہر اپنے نام پر فیروز آباد نام قطب مینار سے شمال کی جانب آباد کرنا شروع کردیا - محمود کے زمانہ مین تیمور نے دہلی پر حملہ کیا محمود گجرات کو بہاگ گیا - شہر مین تیمور داخل ہوگیا اور ایک قتل عام ہوا - یہہ شہر مفتوح ہوکر برباد ہوگیا اور صاحبقران صاحب تشریف لے گئے - انکی واپسی پر نہ کوئی شہر تہا نہ کوئی حکمران کہنڈرات ہی کہنڈرات باقی تہے جو اس زوال کے اسباب اور تباہی کے وجوہ کو زبان حال سے بیان کر رہے تہے محمود تیمور کی واپسی کی خبر پاکر واپس آیا اور پہر شہر کو آباد کیا اور حیات مستعار کا باقی حصہ گذار کر اپنے ساتہہ ہی خاندان تغلق کا خاتمہ کر گیا - اب خاندان سادات کو حسن اتفاق سے حکومت ملی - مگر مشیت ایزدی مین یہی مقدر تہا کہ وہ نصف صدی بہی حکمران نہ رہین یہ خاندان بہی مٹا دیا گیا اور ان کا جانشین لودہی خاندان ہوا - انہون نے اپنا پایہ تخت دہلی کے بجائے آگرہ قرار دیا اسلئے اس خاندان کے دوران حکومت مین دہلی کس مپرسی کی حالت مین رہی ۱۵۲۶ء مین صاحبقران امیر تیمور کی نسل کا چہٹا با اقبال اور بہمت مجسم حملہ آور بابر پانی پت کے مقام پر ابراہیم لودہی سے لڑا اور کامیاب ہوا اور نہایت تزک و احتشام سے دہلی مین داخل ہوا اور افغانی خاندان کا خاتمہ کرکے آگرہ ہی کو دار السلطنت بنالیا مگر بابر کے بیٹے ہمایون نے باپ کے بعد دہلی کو دار الخلافہ بنایا اور ایک عظیم الشان قلعہ کی بنیاد رکہی - ابہی پورا ہوچکا تہا کہ شیر شاہ لودہی نے ہمایون کو نکال دیا اور خود قابض ہوکر اسکی تکمیل کی - اوسوقت دہلی ہمایون کے مقبرہ سے لیکر جنوبی دروازہ دہلی تک آباد تہی شیر شاہ کا قلعہ اب بہی موجود ہے اسپر ہمایون پہر واپس آکر قابض ہوگیا تہا اور اب پرانا قلعہ کہلاتا ہے ۱۵۵۵ء مین ہمایون نے دہلی کو دوبارہ فتح کیا مگر چند ماہ بعد اسکی وفات کا حادثہ ہوا - اور اسکا جلیل القدر بیٹا جلال الدین محمد اکبر تخت نشین ہوا - جلال الدین محمد اکبر اور اس کے فرزند نور الدین جہانگیر کو آگرہ اور لاہور سے زیادہ تعلق رہا اور اسوجہ سے دہلی پہر بے رونق ہوگئی مگر جہانگیر کے بعد شاہجہان نے تخت نشین ہوتے ہی دہلی کی کایا پلٹ دی اور موجودہ دہلی اسی شاہجہان کے آثار باقیہ کی یادگار ہے - شاہجہان کو عمارتون کا بہت بڑا شوق تہا چنانچہ دہلی مین لال قلعہ اور جامع مسجد وغیرہ اسکی عظیم الشان یادگارین موجود ہین - اورنگزیب کے عہد حکومت تک خاندان مغلیہ کی حکومت خوب زور ون پر رہی اس کے مرتے ہی سلطنت مین زوال شروع ہوگیا عیاشی اور اوباشی نے سلطنت کی بنیادون کو کہوکہلا کردیا - سکہون اور مرہٹون کے فتنے پیدا ہوگئے اور اسلامی عہد حکومت کے مٹانے کی دہمکیان دینے لگے یہانتک کہ فرمانروائون کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ بجائے خود کوئی قوت و طاقت نرکہتے تہے امراجسکو چاہتے بادشاہ بنالیتے جسے چاہتے تخت سے اتار دیتے - اورنگزیب کے پوتے جہاندار شاہ کے قتل کے بعد محمد شاہ تخت نشین ہوئے جو اپنی رنگین مزاجی کی وجہ سے محمد شاہ رنگیلے مشہور ہوئے - مین تاریخ لکہنے نہین بیٹہا اسلئے ضرورت نہین کہ تفصیلی حالات بتاؤن صرف ناظرین کو موٹے موٹے واقعات سے آگاہ کرنا ضروری ہے - ۱۷۳۸ء مین ہندوستان کی حکومت کی ضعف و ناتوانی کی خبر پاکر نادر شاہ صاحب حملہ آور ہوئے - اور محمد شاہ رنگیلے - نادر شاہ کے حملے کی خبرون کے پرچے اور صوبہ دارون کی عرضداشتون کو حوض مے مین غرق کردیتے اور کہتے

این دفتر بے معنی غرق مے ناب اولیٰ

آخر اسوقت آنکہہ کہلی جب نادر شاہ آہی پہونچی کرنال کے قریب مغل فوج نے سخت شکست کہائی - اور نادر شاہ بڑی آن بان سے شہر مین داخل ہوا لیکن دہلی کی قسمت مین ابہی کچہہ اور بہی باقی تہا اسلئے عذاب الہٰی نے نادر شاہ کے قتل کی صورت اختیار کی اور دہلی کی گلیون اور بازارون مین خون کی ندیاں بہ گئین - اور کشتون کے پشتے لگ گئے - تاریخ مین جس سنہری مسجد کا ذکر ہے مینے اسے دیکہا ہے جہان نادر شاہ آبیٹہا تہا - غرض قتل عام ہوا - اور دہلی پر تباہی آئی - شہر لوٹا گیا - دو مہینے بعد نادر شاہ واپس ہوا - اور شہر کو ہر طرح سے مفلس و ویران کر گیا خلاصہ یہ کہ ۱۷۰۷ء سے دہلی کی سلطنت مین ایسا زوال شروع ہوا جسکی نظیر کم ملے گی اور ۱۷۷۱ء تک ایسی نوبت آگئی کہ عالمگیر ثانی کا بیٹا شاہ عالم مرہٹون کا پنشن خوار ہوکر گذارہ کرنے لگا - اور سلطنت گویا مرہٹون مین منتقل ہوگئی ۱۷۸۸ء مین شاہ عالم نے پر پرزے سنبہالنے چاہے مگر نتیجہ خلاف امید ہوا اور مرہٹون نے ایک مستقل فوج دہلی بہیجدی اور آخر ہوتے ہوتے ۱۸۰۳ء مین لارڈ لیک نے دہلی سے مرہٹون کو اور شاہ عالم کو اپنی پناہ مین لیا - اسکے بعد دوسرے سال مہاراجہ ہلکر نے حملہ کردیا - مگر کرنیل اکٹر لونی نے اسے سخت شکست دی - اور اسے بہگا دیا - اس لڑائی کے بعد دہلی کی تاریخ مین ایک نیا دور شروع ہوا یعنی وہ مبارک زمانہ شروع ہوا جسپر ہم ناز کرتے ہین اور ہمارا امام و پیشوا جس عہد حکومت مین پیدا ہونے پر جائز فخر کرتا ہے یعنی سلطنت انگلشیہ کا دور -

ہرچند انگریزی سلطنت پورے طور پر دہلی پر حکمران نہ تہی - مگر اسمین بہی کوئی کلام نہین کہ دہلی کے حکمران خاندان مغلیہ کی حکومت کا بہی خاتمہ ہوچکا تہا - یہہ سلطنت انگلشیہ کی کامل فیاضی اور اولو العزمی تہی کہ باوصفیکہ وہ دہلی کے فاتح تہے اور انہین ہر طرح سے اختیار تہا کہ وہ دہلی پر پوری حکومت کرلیتے اور اپنے نام کا سکہ خطبہ جاری کرتے مگر انگریز حکام نے بادشاہ دہلی کی عزت و تعظیم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - اس مین تو شک نہین کہ بادشاہ صرف وظیفہ خور رہ گیا تہا - مگر اس کے دربار مین وہ شاہی اداب برتے جاتے تہے - اور اس کے معاملات مین کوئی دست اندازی نہ ہوتی تہی - ۵۳ سال تک یہی صورت رہی - اس عرصہ مین انگریزون کے اختیار و اقتدار کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور سلطنت کا رنگ اس مین آتا گیا - بہادر شاہ آخری بادشاہ اس عہد حکومت سے ہر طرح خوش و خرم تہا - لیکن دہلی کی قسمت مین امن کہان ؟ ۱۸۵۷ء مین ہندوستان کے بعض شورہ پشت لوگون نے بغاوت کی اور باغی فوج نے دہلی کا رخ کیا - اور پہر وہ خونی پردہ اٹہا اور دہلی اور اہل دہلی کی قسمت نے تاریخ کو دوہرایا اور ہمیشہ کیلئے دہلی کا شاہی خاندان مٹ گیا - اور نیا دور شروع ہوا یعنے مستقل طور پر

سلطنت انگلشیہ

کا پرچم دہلی کے قلعہ پر لہرایا - غدر فرو ہونے کے بعد ضرورت زمانہ کے لحاظ سے دہلی کی ترقی کا پہر سلسلہ شروع ہوا - یہان تک کہ ہم ۱۹۰۵ء کے اکتوبر مین دہلی کی حالت کو بچشم خود دیکہتے ہین +

{ باقی آیندہ }

وصیتِ یعقوب

ووصّٰی بہا ابراھیم بنیہ ویعقوب یٰبنیّ ان اللہ اصطفٰی لکم الدین فلا تموتنّ الّا وانتم مسلمون

اللّٰھم احینی مسلمًا وامتنی مسلمًا والحقنی بالصالحین واحشرنی فی زمرۃ المسلمین الذین رضیت عنہم ورضوا عنک (آمین) ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع العلیم۔ ربّنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذرّیتنا امّۃً مسلمۃً لک وارنا مناسکنا وتب علینا انّک انت التوّاب الرّحیم۔ ربّنا وابعث فیہم رسولًا منہم یتلوا علیہم اٰیاتک ویعلّمہم الکتاب والحکمۃ ویزکّیہم انّک انت العزیز الحکیم۔ (آمین)

چونکہ حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **الوصیۃ** کے ذریعہ اتمام حجت کر دی ہے اور آخری وصیت شائع کر دی ہے۔ اسلئے مین اسوقت بقائمی ہوش وحواس ضروری سمجھتا ہون کہ اسی اعلان الوصیت کے ماتحت اپنی وصیت شائع کر دون کیونکہ حیات مستعار کا کوئی اعتبار نہین۔ نہین معلوم پیام اجل کسوقت آجائے اور اس حالت مین کچھ کہنے یا لکھنے کی توفیق ملے یا نہ ملے + بناءً علیہ مین اپنے تمام ناظرین الحکم کو اپنی اس **وصیت** پر گواہ ٹھیراتا ہون۔ کہ مین بحمد للہ اسوقت صدق نیت سے اس وصیت کو لکھتا ہون۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ۔

اٰمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت۔

مین بحمد اللہ اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہون کہ حضرت اقدس **جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** خدا تعالٰے کے برگزیدہ رسول اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جمالی ظہور کے مظہر اتم اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہین۔ وہ خاتم الخلفاء ہین اور ان تمام تعریفون کے مستحق ہین جو میرے قلم سے **الحکم** مین آپ کے متعلق لکھی گئی ہین بلکہ مین یقینًا ظاہر کرتا ہون کہ وہ الفاظ آپ کے مقام اور رتبہ کے اظہار کے لئے محض ناکافی ہین۔ اصل یہی ہے۔ واللہ یعلم شانہ ورتبۃ العلیا۔ مینے اس حق کی اشاعت مین نہ اپنے نفس کو دہوکا دیا ہے اور نہ کسی اور کو والحمد للہ علے ذالک۔

مین ایمان رکھتا ہون کہ **اسلام ایک زندہ مذہب** اور قرآن مجید **ایک زندہ کتاب**۔ اور سید ولد آدم فخر اولین و آخرین حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہین اور فی الحقیقت **زندہ رسول** ہین۔ آپ کے بعد کوئی نبی نیا یا پرانا قطعًا نہین آسکتا۔ ہان آپ کی ہی تربیت کے ماتحت اور ردائے مصطفائی کے نیچے آپ ہی کی مہر نبوت کے ساتھہ خادمان دین آتے رہین گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ناصری یقینًا فوت ہو چکے ہین۔ اور آنیوالا موعود وہی خاتم الخلفاء ہے جو **حضرت مرزا غلام احمد قادیانی** کے رنگ مین آیا ہے + اور اس طرح پر خدا اور اسکے رسولؐ کا وعدہ پورا ہو چکا۔ وکان وعد اللہ مفعولا۔

(۲) میری یہ وصیت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اس شخص یا مجلس کی معرفت زیر عمل آئے گی جسکو آپ نے مقرر کیا ہو اس مین کسی شخص کو تغیر و تبدیل کرنے کا کوئی حق نہوگا ہان حضرت حجۃ اللہ یا جسکو آپ اس کام کے لئے امین قرار دین وہ اس مین زیر ارشاد الٰہی فمن خاف من موص جنفًا او اثمًا فاصلح بینہم فلا اثم علیہ ان اللہ غفور الرحیم کوئی تبدیلی یا ترمیم کرے تو وہ مجاز ہوگا اور وہ ترمیم یا اصلاح جائز متصور ہوگی۔

۳- میری کل جائداد (جو میری اپنی ہی پیدا کردہ ہے اس مین کسی شخص کی کوئی شراکت نہین خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ) اس مین سے اولًا وہ قرض ادا کیا جاوے جو میری تحریری دستاویزات یا رقعون سے ثابت ہو اور میری کتاب القرض سے اس کی تصدیق ہو۔

۴- بعد دین (قرض) جو باقی رہے اس جائداد کا ⅓ حصہ حضرت اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے مقرر کردہ امین کے منشاء کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ یعنے اشاعت اسلام مین صرف کر دیا جاوے۔

۵- باقیماندہ جائداد کو جائز ورثا پر تقسیم کر دیا جاوے بشرطیکہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ مین داخل ہون ورنہ حضرت اقدسؑ یا آپ کے مقرر کردہ امین کو اختیار ہوگا کہ انہین محروم الارث ٹھیرا کر وہ حصہ بھی **اشاعتِ اسلام** مین صرف کرین۔

۶- **الحکم** اور اسکا متعلقہ کارخانہ کو مین اشاعت سلسلہ کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہون اور اسوقت تک وہ میری جائداد سے ایک الگ حصہ ہے۔ جس مین سے مین **پچاس روپیہ** ماہوار اپنے اور اپنے اہل کے گذارہ کے لئے لیتا ہون اور باقی اسکی آمدنی اسکی بہتری اور ترقی پر صرف کرتا ہون۔ اسلئے کارخانہ مذکور کو میرے بعد اسی نہج پر قایم رکھا جاوے اور اخبار کو ضرورت وقت کے موافق جاری رکہین میری اولاد مین سے جو صالح اور امین ہو (خدا کرے سب ہون آمین) وہ اس کا مالک اور مہتمم ہو اور حالت وقت کے لحاظ سے وہ اس کی آمدنی مین سے ایک معین رقم اپنے اخراجات کے لئے لے۔ اور ایسا ہی اس کے دوسرے بہائی جو صالح اور امین ہون وہ اس مین ملکر کام کرین اور اپنے کام کا معاوضہ لین۔ اور علاوہ اس وصیت کردہ حصہ جائداد کے اس حصہ مین سے کم از کم عـــہ ماہوار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت کے دوسرے سلسلون مین مستقل طور پر دین + لیکن اگر خدانخواستہ امین سے کوئی اس کام کا اہل نہ ہو تو اس سلسلہ کو کلیۃً حضرت اقدسؑ یا آپ کی قایم کردہ مجلس اپنے اہتمام مین لیکر چلاوے۔

۷- میرے بچون کو علوم عربیہ اور دینیات کی اعلےٰ تعلیم دی جاوے اور انکو خدمت دین کے لئے طیار کیا جاوے اس تعلیم کے ضمن مین یورپ کی کوئی ایک زبان جو ضروری سمجھی جاوے انہین پڑہائی جاوے اسکے لئے جو مصارف تعلیم ہون وہ کارخانہ الحکم ادا کرے۔ لیکن اگر کوئی بچہ اپنے قویٰ کی کمزوری یا اور اسباب کیوجہ سے جو جائز ہون اس قابل نہو۔ مگر صالح۔ امین اور سچا احمدی ہو تو اسے اور کسی مناسب طریق پر خدمت دین مین لگایا جاوے۔

۸- جو زیورات یا . . پارچات پوشیدنی میری بیوی کے قبضہ مین میری موت کے وقت ہون وہ اسکا ذاتی مال متصور ہوگا۔ اسے میری جائداد مین نہ سمجھا جاوے۔

۹- میری وفات کے وقت میری جسقدر اولاد مذکور یا اناث نا کتخدا باقی ہو انکے رشتہ اور ناطے غیر احمدیون مین قطعًا حرام سمجھے جاوین اور انکے **ولی** اس امر مین حضرت اقدسؑ یا آپکی مقرر کردہ مجلس ہوگی۔ اسے کلی اختیار ہوگا کہ جس احمدی سے چاہے کرے + اور اگر کوئی میرا جائز وارث اسکے خلاف کرنا چاہے تو اسے محروم الارث کر کے اسکا حصہ اشاعت اسلام مین صرف کر دیا جاوے۔

۱۰- میری میت کو **الوصیت** کے قواعد کے ماتحت جنپر میرے مرنے کے وقت عملدرآمد ہو رہا ہو ایک چوبی صندوق مین بند کر کے دفن کیا جاوے۔ **العبد خاکسار یعقوب علی** تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان عفی عنہ

۲۰ر جنوری ۱۹۰۶ء

سُنو اُسننے والو! یہ سُننے کی بات

تعلیم الاسلام سکول کے بورڈنگ ہوس مین رہنے والے طلباء کے لئے کہانا کہانے کے واسطے ایک لمبا منبر بنوانے کیضرورت ہے اور اسپر تقریبًا ساٹھہ روپے خرچ ہونگے اسکا انتظام آخیر جنوری ۱۹۰۶ء تک ہو جانا ضروری ہے یہ رقم کوئی بڑی رقم نہین دس بارہ آدمی ہی ملکر پوری کر سکتے ہین۔

مین لاہور۔ امرتسر۔ کپورتھلہ۔ سیالکوٹ وغیرہ مقامات کے خاص احباب کے نام لکھہ کر تحریک کرتا اگر رقم کثیر کا سوال ہوتا۔ بہت ہی خفیف سی رقم ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا مقامات کے وہ احباب جو قومی ضرورتون مین سابق بالخیر ہین اسے ۳۱۔ جنوری ۱۹۰۶ء تک پورا کر دین یہہ رقم امین مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام بہیجدی جاوے + امید ہے دوبارہ یاد دہانی کی حاجت نہ ہوگی۔ اسکے علاوہ بعض غریب اور قابل امداد طلباء کو آنیوالے امتحان انٹرینس مین شامل ہونے کے واسطے فیس داخلہ اور بعض دوسری ضروریات کی حاجت ہے اسکے لئے چالیس روپیہ مطلوب ہین گویا کل ایکسو روپیہ آخیر جنوری تک دونون ضرورتون کے لئے بہیجدینا چاہئے۔

ایڈیٹر

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اسوقت بجائے یقیمون الصلوٰۃ کے انکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ وہ اس کش مکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ذریعہ انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جسکی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہوجاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہوجاتی ہے اور نماز میں انکو وہ لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہوکر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جسکو کھاکر وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہوجاتی ہے۔ وہ نماز اسکے لئے ایک قسم کا نشہ ہوجاتی ہے جسکے بغیر وہ سخت کرب و اضطراب محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز کے ادا کرنے سے اسکے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جسکو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہوسکتی ہے اور انسان ترقی کرکے ایسی حالت میں پہونچ جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے اسے ذاتی محبت ہوجاتی ہے۔ اور اسکو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اسلئے کہ وہ نماز اسکی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی ہی رہتی ہے اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالےٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ انسان پر ایسی حالت آتی ہے کہ اسکی محبت اللہ تعالےٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ جسطرح پر حیوانات اور دوسرے انسان اپنے ماکولات و مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے۔ اسلئے نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ

نماز مومن کا معراج ہے

اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاء اللہ۔ راستباز۔ ابدال۔ قطب۔ گذرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اسی نماز کے ذریعہ سے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اس مقام اور درجہ پر پہونچتا ہے تو اس کے لئے اکمل اتم لذت نماز ہی ہوتی ہے۔ اور یہی معنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہیں۔ پس کشاکش نفس سے انسان نجات پاکر اعلےٰ مقام پر پہونچ جاتا ہے۔

غرض یاد رکھو کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ ابتدائی درجہ اور مرحلہ ہے جہاں نماز بے ذوقی اور کشاکش سے ادا کرتا ہے لیکن اس کتاب کی ہدایت ایسے آدمی کے لئے یہ ہے کہ اس مرحلہ سے نجات پاکر اس مقام پر جا پہونچتا ہے جہاں نماز اسکے لئے قرۃ العین ہوجاوے یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مقام پر متقی سے مراد وہ شخص ہے جو نفس لوامہ کی حالت میں ہے۔

نفس کے تین درجہ

نفس کے تین درجہ ہیں۔ نفس امارہ - لوامہ - مطمئنہ۔ نفس امارہ وہ ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہے اور نافرمانی کا غلام ہے۔ ایسی حالت میں انسان نیکی کی طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اس کے اندر ایک سرکشی اور بغاوت پائی جاتی ہے لیکن جب اس سے کچھ ترقی کرتا اور نکلتا ہے تو وہ وہ حالت ہے جو نفس لوامہ کہلاتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اگر بدی کرتا ہے تو اس سے شرمندہ بھی ہوتا ہے اور اپنے نفس کو ملامت بھی کرتا ہے اور اسطرح پر نیکی کی طرف بھی توجہ کرتا ہے۔ لیکن اس حالت میں وہ کامل طور پر اپنے نفس پر غالب نہیں آتا بلکہ اس کے اور نفس کے درمیان ایک جنگ جاری رہتی ہے جس میں کبھی وہ غالب آجاتا ہے اور کبھی نفس اسے مغلوب کرلیتا ہے یہ سلسلہ لڑائی کا بدستور جاری رہتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اسکی دستگیری کرتا ہے اور آخر اسے کامیاب اور بامراد کرتا ہے اور وہ اپنے نفس پر فتح پا لیتا ہے پھر تیسری حالت میں پہونچ جاتا ہے جسکا نام نفس مطمئنہ ہے۔ اسوقت اسکے نفس کے تمام گند دور ہوجاتے ہیں اور ہر قسم کے فساد مٹ جاتے ہیں۔ نفس مطمئنہ کی آخری حالت ایسی حالت ہوتی ہے جیسے دو سلطنتوں کے درمیان ایک جنگ ہوکر ایک فتح پالے۔ اور وہ تمام مفسدہ دور کرکے امن قایم کرے۔ اور پہلا سارا نقشہ ہی بدل جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔

ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ

یعنی جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو پہلا تانا بانا سب تباہ کردیتے ہیں بڑے بڑے نمبردار رئیس نواب ہی پہلے پکڑے جاتے ہیں اور بڑے بڑے نامور ذلیل کئے جاتے ہیں اور اس طرح پر ایک تغیر عظیم واقع ہوتا ہے یہی ملوک کا خاصہ ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے اسی طرح پر جب روحانی سلطنت بدلتی ہے تو پہلی سلطنت پر تباہی آتی ہے۔ شیطان کے غلاموں کو قابو کیا جاتا ہے۔ وہ جذبات اور شہوات جو انسان کی روحانی سلطنت میں مفسدہ پردازی کرتے ہیں انکو کچل دیا جاتا ہے اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ اور روحانی طور پر ایک نیا سکہ بیٹھ جاتا ہے اور بالکل امن وامان کی حالت پیدا ہوجاتی ہے۔

یہی وہ حالت اور درجہ ہے جو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے اسلئے کہ اسوقت کسی قسم کی کشمکش اور کوئی فساد پایا نہیں جاتا بلکہ نفس ایک کامل سکون اور اطمینان کی حالت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ جنگ کا خاتمہ ہوکر نئی سلطنت قایم ہوجاتی ہے اور کوئی فساد اور مفسدہ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ دل پر خدا کی فتح کامل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ خود اسکے عرش دل پر نزول فرماتا ہے۔ اسی کو کمال درجہ کی حالت بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ

یعنے بے شک اللہ تعالےٰ عدل کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے ترقی کرو تو احسان کا حکم دیتا ہے اور پھر اس سے بھی ترقی کرو تو ایتاءِ ذی القربیٰ کا حکم ہے۔

حالت عدل

عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امارہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کے لئے عدل کا حکم ہے۔ اس میں نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس میں یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اسکو دبا لوں۔ اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گذر جاوے اس صورت میں نفس اور بھی دلیر اور بے باک ہوگا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مواخذہ نہیں ہوسکتا مگر یہ ٹھیک نہیں۔ عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اسکا دین واجب ادا کیا جاوے اور کسی حیلے اور عذر سے اسکو دبایا نہ جاوے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیئے اور کسی قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے جو اس نے اس آیت میں دیا ہے۔

حالت احسان

اسکے بعد احسان کا درجہ ہے جو شخص عدل کی رعایت کرتا ہے اور اسکی حد بندی کو نہیں توڑتا اللہ تعالیٰ اسے توفیق اور قوت دیدیتا ہے اور وہ نیکی میں اور ترقی کرتا ہے یہانتک کہ عدل ہی نہیں کرتا بلکہ تھوڑی سی نیکی کے بدلے بہت بڑی نیکی کرتا ہے لیکن احسان کی حالت میں بھی ایک کمزوری ابھی باقی ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کبھی تو قیمت اس نیکی کو جتا بھی دیتا ہے مثلاً ایک شخص دس برس تک کسی کو روٹی کھلاتا ہے۔ اور وہ کبھی ایک بات اسکی نہیں مانتا تو اسے کہدیتا ہے کہ دس برس کا ہمارے ٹکڑوں کا غلام ہے۔ اور اسطرح پر اس نیکی کو بے اثر کردیتا ہے۔ دراصل احسان والے کے اندر بھی ایک قسم کی مخفی ریا ہوتی ہے لیکن تیسرا مرتبہ ہر قسم کی آلائش اور آلودگی سے پاک ہے اور وہ ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ ہے

ایتاءِ ذی القربیٰ کی حالت

ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ طبعی حالت کا درجہ ہے۔ یعنے جس مقام پر انسان سے نیکیوں کا صدور ایسے طور پر ہو جیسے طبعی تقاضا ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسی ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی اور اسکی پرورش کرتی ہے۔ کبھی اسکو خیال بھی نہیں آتا کہ بڑا ہوکر کمائی کریگا اور اسکی خدمت کرے گا۔ یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ اسے یہ حکم دے کہ تو اگر اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی اور اس سے وہ مرجاوے تو بھی تجھے مواخذہ نہ ہوگا۔ اس حکم پر بھی اسکو دودھ دینا وہ نہیں چھوڑ سکتی بلکہ ایسے بادشاہ کو دو چار گالیاں ہی سناویگی۔ اسلئے کہ وہ پرورش اسکا ایک طبعی تقاضا ہے وہ کسی امید یا خوف پر مبنی نہیں۔ اسی طرح پر جب انسان نیکی میں ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہونچتا ہے کہ وہ نیکیاں اس سے ایسے طور پر صادر ہوتی ہیں گویا ایک طبعی تقاضا ہے۔ تو یہی وہ حالت ہے جو مطمئنہ کہلاتی ہے۔

غرض

یقیمون الصلوٰۃ کے یہ معنے ہیں کہ جب تک نفس مطمئنہ نہو اسی کشاکش میں لگا رہتا ہے کبھی نفس غالب آجاتا ہے اور کبھی آپ غالب آجاتا ہے صبح کو اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ٹھنڈا پانی ہے اسکو نہانے کی حاجت ہے پس اگر نفس کی بات مان لیتا ہے تو نماز کو کھو لیتا ہے اور اگر ہمت سے کام لیتا ہے تو اسپر فتح پالیتا ہے۔

تحدیث بالنعمۃ

شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجھے ایسی حالت پیش آئی

سردی کا موسم تھا مجھے غسل کی حاجت ہوگئی۔ پانی گرم کرنے کے لئے کوئی سامان بجز نہ تھا۔ ایک پادری کی لکھی ہوئی کتاب **میزان الحق** میرے پاس تھی۔ اسوقت وہ کام آئی میں نے اسکو جلا کر پانی گرم کر لیا۔ اور خدا کا شکر کیا۔ اسوقت میری سمجھ میں آیا کہ بعض وقت **شیطان** بھی کام آجاتا ہے۔

پھر میں اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ **یقیمون الصلوٰۃ** کے یہی معنے ہیں اور اسپر ترقی یہی ہے کہ ایسی حالت سے نجات پاکر مطمئنہ کی حالت میں پہونچ جاوے۔

خوب یاد رکھو کہ نرا غیب پر ایمان لانے کا انجام خطرناک ہوتا رہا ہے افلاطون جب مرنے لگا تو کہنے لگا کہ میرے لئے بت پر ایک مرغا ہی ذبح کرو۔ جالینوس نے کہا میری قبر میں خچر کے پیشاب گاہ کے برابر ایک سوراخ رکھدینا تاکہ ہوا آتی رہے۔ اب غور کرو کہ کیا ایسے لوگ ہادی ہو سکتے ہیں جو ایسی مذبذب اور مضطرب حالت میں ہوتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ جب تک اندر روشنی پیدا نہو کیا فائدہ؟ لیکن یہ روشنی خداتعالےٰ کے فضل ہی سے ملتی ہے۔ یہہ بالکل صحیح ہے کہ سب طبایع یکسان نہیں ہوتی ہیں اور خداتعالےٰ نے سب کو نبی پیدا نہیں کیا۔

اثر صحبت

لیکن صحبت میں بڑا شرف ہے اسکی تاثیر کچھہ نہ کچھہ فائدہ پہونچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہونچ ہی جاتی ہے۔ اسیطرح صادقوں کی صحبت ایک روح **صدق** کی نفخ کر دیتی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں **کونوا مع الصادقین** فرمایا ہے۔ اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے **صادق** موجود رہتے ہیں لیکن آریہ سماجی یا عیسائی اس طریق سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں جبکہ ان کے ہاں یہ مسلم امر ہے کہ اب کوئی شخص **خدارسیدہ** ایسا ہو نہیں سکتا جسپر خداتعالےٰ کی تازہ بتازہ وحی نازل ہو اور وہ اسسے توفیق پاکر ان لوگوں کو صاف کرے جو گناہ آلود زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کے اندر ایک نیش ہے وہ بیجا طور سے مسلمانوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرنا ہی اپنے مذہب کی خوبی اور کمال پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اسلام کے مقابلہ میں روحانیت پیش کرو۔ تو کچھہ نہیں۔ نکتہ چینی کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں ہو سکتی۔ وہ شخص بڑا بدنصیب اور نادان ہے جو بغیر اس کے کہ کسی منزل پر پہونچا ہو دوسروں پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ ایک بچہ جو اقلیدس کے اصولوں سے ناواقف ہے اور ان نتائج سے بے خبر ہے جو اسکی اشکال سے پیدا ہوتے ہیں وہ ان ٹیڑھی لکیروں کو دیکھکر کب خوش ہو سکتا ہے۔ وہ تو اعتراض کرے گا لیکن عقلمندوں کے نزدیک اس اعتراض کی کیا وقعت اور حقیقت ہو سکتی ہے۔ ایسا ہی حال ان آریوں کا ہے۔ وہ اعتراض کرتے ہیں مگر خود حق اور **حقیقت** سے بے خبر اور محروم ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی قدرتوں سے آگاہ نہیں اور اسکی طاقتوں کا انہیں علم نہیں ہے۔ اور نہ انہیں وہ حواس ملے ہیں جو وہ اسی عالم میں بہشتی نظاروں کو دیکھہ سکیں اور اللہ تعالےٰ کی طاقتوں اور قدرتوں کے نمونے مشاہدہ کریں ایسے مذہب کی بنیاد بالکل ریت پر ہے وہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی نابینا مذہب کی تائید نہیں کرتا۔ اور کوئی نصرت اسے نہیں دیجاتی۔ اسلام کی سچائی کی یہی بڑی زبردست دلیل ہے کہ ہر زمانہ میں اللہ تعالےٰ اسکی نصرت فرماتا ہے۔ اور اس زمانہ میں بھی خداتعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں اسکی تازہ بتازہ **نصرتوں کا ثبوت** دوں۔ چنانچہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے خداتعالےٰ کے نشانات نہ دیکھے ہوں؟ (بے شک ایڈیٹر) اسکے بالمقابل ہمیں کوئی بتائے کہ وید کیا لایا؟ وہ تو بالکل ادہورا ہے دوسرے لوگوں کو تو خواب بھی آجاتی ہے مگر وید والوں کے نزدیک خواب بھی بے حقیقت چیز ہے اور وہ بھی نہیں آسکتی۔ جبکہ وہ دروازہ جو اللہ تعالےٰ کیطرف جانے کے لئے یقینی دروازہ ہے بند ہے تو اور وسایل خدارسی کے کیا ہو سکتے ہیں؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جہانتک میں نے اس فرقہ کے حالات دیکھے ہیں۔ انہیں شوخیوں کے سوا کچھہ نہیں دیکھا؟ یا بعض ایسے لوگ اس میں داخل ہوتے ہیں کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ مذہب کی اصل غرض کیا ہے؟

غرض اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے جو ساری نیکیوں کا حقیقی سرچشمہ اور منبع ہے اسلئے کہ نیکیوں کی جڑھ ہے۔ اللہ تعالےٰ پر **کامل ایمان** اور وہ بدوں اس کے پیدا نہیں ہوتا کہ خداتعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات اور نشانات تازہ بتازہ دیکھتا رہے۔ اور یہہ بجز اسلام کے کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر ہے تو کوئی پیش کرے؟

علاوہ بریں اسلام کی یہہ بھی ایک خوبی ہے کہ بعض فطرتی نیکیاں جو انسان کرتا ہے یہہ انپر ازدیاد کرتا اور انہیں کامل کرتا ہے اسلئے ہی **ھدی للمتقین** فرمایا **ھدی للظالمین** یا **للکافرین** نہیں کہا۔ عرصہ کی بات ہے ایک برہمو اگنی ہوتری نے کہا تھا کہ **لا الہ الا اللہ** تو ہم بھی کہتے ہیں تم **محمد رسول اللہ** کیوں کہتے ہو؟ ہم نے کہا تھا کہ اسکا فائدہ یہ ہے کہ انسان دہریہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اب وہ کھلا دہریہ ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پورا ایمان ہوتا تو کیوں دہریہ بنتا

میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف ایسی کامل اور جامع کتاب ہے کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیا وید میں کوئی ایسی شرتی ہے جو **ھدی للمتقین** کا مقابلہ کرے؟ اگر زبانی اقرار کوئی چیز ہے یعنے اسکے ثمرات اور نتائج کی حاجت نہیں تو پھر تو ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں خداتعالیٰ کا اقرار کرتی ہے۔ اور بھگتی عبادت۔ صدقہ خیرات کو بھی اچھا سمجھتی ہے اور کسی نہ کسی صورت میں ان باتوں پر عمل بھی کرتی ہے پھر ویدوں نے آکر دنیا کو کیا بخشا؟ یا تو یہہ ثابت کرو کہ جو قومیں وید کو نہیں مانتی ہیں انمیں نیکیاں بالکل مفقود ہیں اور یا کوئی امتیازی **نشان** بتاؤ؟

قرآن شریف کو جہاں سے شروع کیا ہے ان ترقیوں کا وعدہ کر لیا ہے جو بالطبع روح تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ میں **اھدنا الصراط المستقیم** کی تعلیم کی۔ اور فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ ہم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما وہ صراط مستقیم جو ان لوگوں کی راہ ہے جنپر تیرے انعام واکرام ہوئے۔ اس دعا کے ساتھہ ہی سورۃ البقر کی پہلی ہی آیت میں یہہ بشارت دیدی **ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین** گویا روحیں دعا کرتی ہیں اور ساتھہ ہی قبولیت اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اور وہ وعدہ دعا کی قبولیت کا قرآن مجید کے نزول کی صورت میں پورا ہوتا ہے۔ ایک طرف **دعا** ہے اور دوسری طرف اسکا نتیجہ موجود ہے۔ یہہ خداتعالےٰ کا فضل اور کرم ہے جو اسنے فرمایا مگر افسوس دنیا اس سے بے خبر اور غافل ہے اور اس سے دور رہ کر ہلاک ہو رہی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خداتعالےٰ نے جو ابتدائے قرآن مجید میں متقیوں کے صفات بیان فرمائے ہیں انکو معمولی صفات میں رکھا ہے۔ لیکن جب انسان قرآن مجید پر ایمان لاکر اسے اپنی ہدایت کے لئے دستور العمل بناتا ہے تو وہ ہدایت کے ان اعلےٰ مدارج اور مراتب کو پالیتا ہے جو **ھدی للمتقین** میں مقصود رکھے ہیں قرآن شریف کی اس علت غائی کے تصور سے ایسی لذت اور سرور آتا ہے کہ الفاظ میں ہم اسکو بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے خداتعالیٰ کے خاص فضل اور قرآن مجید کے کمال کا پتہ لگتا ہے۔

پھر متقی کی ایک اور علامت بیان فرمائی **ومما رزقناھم ینفقون** یعنے جو کچھہ ہم نے انکو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں یہہ ابتدائی حالت ہوتی ہے اور اسمیں سب شریک ہیں کیونکہ عام طور پر یہہ فطرت انسانی کا ایک تقاضا ہے کہ اگر کوئی سایل اس کے پاس آجاوے تو کچھہ نہ کچھہ اسے ضرور دیدیتا ہے گہر میں دس روٹیاں موجود ہوں اور کسی سایل نے آکر صدا کی تو ایک روٹی اسکو بھی دیدے گا یہہ امر زیر ہدایت نہیں ہے بلکہ فطرت کا ایک طبعی خاصہ ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں **مما رزقناھم ینفقون** عام ہے اس سے کوئی خاص شے روپیہ پیسہ یا روٹی کپڑا مراد نہیں ہے بلکہ جو کچھہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھہ نہ کچھہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔

انفاق کی دو صورتیں

غرض یہ انفاق علم انفاق ہے اور اسکے لئے مسلمان یا غیر مسلمان کی بھی شرط نہیں۔ اور اس لئے یہ انفاق دو قسم کا ہوتا ہے ایک **فطرتی** دوسرا زیر اثر نبوت۔ فطرتی تو وہی ہے جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ تم میں سے کون ہے اگر کوئی قیدی یا بہوکا آدمی جو کئی روز سے بہوکا ہو یا ننگا ہو آکر سوال کرے اور تم اسے کچھہ نہ کچھہ دے نہ دو۔ کیونکہ یہ امر فطرت میں داخل ہے۔ اور یہ بھی میں نے بتا دیا ہے کہ **مما رزقناھم** روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس میں داخل ہے جو علم سے دیتا ہے وہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے طبیب ہے وہ بھی داخل ہے مگر بموجب منشاء **ھدی للمتقین** ابھی تک اس مقام تک نہیں پہونچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خداتعالےٰ کے لئے وقف کردے اور یہ **للہی وقف** کہلاتا ہے۔

للہی وقف

اس حالت اور مقام پر جب ایک شخص پہونچتا ہے تو اسمیں مما رہتا ہی نہیں کیونکہ جب تک وہ مما کی حد کے اندر ہے اسوقت تک وہ ناقص ہے اور اس علت غائی تک نہیں پہونچا جو قرآن مجید کی ہے لیکن کامل اسوقت ہوتا ہے جب حد نہ رہے اور اسکا وجود اسکا ہر فعل ہر حرکت وسکون محض اللہ تعالےٰ کے حکم اور اذن کے ماتحت بنی نوع کی بھلائی کے لئے وقف ہو۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہو۔ کہ **مما رزقناھم ینفقون** کا کمال یہی ہے جو **ھدی للمتقین** کے منشاء کے موافق ہے۔ (باقی آئندہ)

مدرسہ کے متعلق نئی تجاویز

اس سال کے اخیر مین مدرسہ کیحالت خاص طور پر زیر بحث آچکی تہی پہلا سوال یہ درپیش تہا کہ آیا جس صورت مین ہمارے سلسلہ کی اصل غرض اشاعت و تبلیغ الاسلام واظہار دین ہے موجودہ مدرسہ کا قیام جس مین مروجہ تعلیم انٹرنس تک دیجاتی ہے کہانتک اس سلسلہ کے مقاصد کی تکمیل کا مؤید ہے - اور دوسرا سوال یہ تہا کہ آیا اسی مدرسہ کے ذریعہ سلسلہ کی اصل غرض بہی پوری ہوسکتی ہے یا نہین - یعنی یہ کہ یہان سے ایسے اشخاص نکلین جو اعلے درجہ کے علوم عربیہ و دینیہ سے واقفیت رکہتے ہون اور دوسری طرف یوروپ کی کوئی سی زبان مثلاً انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ جانتے ہون تاکہ ان کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام نہ صرف ہندوستان مین رہے بلکہ ہندوستان سے باہر بہی ہوسکے ان دونون سوالون پر جماعت احمدیہ قادیان مین خوب بحث ہوچکی تہی مگر اخیر فیصلہ بموجب منشائے حضرت امام علیہ السلام ایام تعطیلات دسمبر تک ملتوی رکہا گیا تہا تاکہ اسوقت جب مختلف احباب مختلف احمدی جماعتون کے جمع ہوئے توان مین بہی ان ہر دو سوالون کو پیش کرکے ان کی رائے لیجاوے اور ان سوالون کے ہر ایک پہلو پر غور کرنیکے بعد کوئی فیصلہ کیا جاوے - چنانچہ یہ امر تین دن برابر جلسہ مین پیش ہوتا رہا - اور بہت سے احباب نے اسپر بحث کرنے مین حصہ لیا -

سوال اوّل کے متعلق یہ امر قرار پایا کہ اگرچہ مروجہ تعلیم اس سلسلہ کی خاص اور ممتاز اغراض مین سے ایک غرض نہ ہو مگر اس مین شک نہین کہ اس سلسلہ کے چہوٹے بچون کو ایسے طور پر تیار کرنا کہ وہ زمانہ کی طرح طرح کی زہریلی اثرون سے محفوظ اور اصول اسلام پر مضبوط اور قرآن شریف اور مسائل دینیہ سے واقف اور مخالفین کے اعتراضون کے جواب دینے کے قابل اور باطل اصولون کی تردید پر قادر ہون - اور پہر ساتہہ ہی اسکے عملی زندگی انکی ایک سچے مسلمان کی ہو - یہ اس سلسلہ کی ایک خاص غرض ہے کیونکہ یہ بچے جب یہان سے تعلیم پاکر نکلین گے - توخواہ وہ واعظ نہ ہون اور زبان عربی مین کامل مہارت نہ رکہتے ہون لیکن اس مین شک نہین کہ وہ ایسے مسلمان ہونگے جو دوسرے مسلمانون کیلئے اور غیر مسلمانون کے لئے نمونہ ہونگے - احمدی جماعت کا ان خود ان کا وجود ہی دوسرون کیلئے وعظ ہوگا - علاوہ ازین جماعت احمدی کی یہ ایک بڑی اور عظیم الشان ضرورت ہے کہ جس صورت مین یہ سلسلہ دن بدن ترقی کررہا ہے اور خدا تعالے نے اسکو بڑی بڑی ترقیات دینے کا وعدہ ہے تو اس صورت مین اس سلسلہ کا اپنا ایک مدرسہ بہی ہونا چاہئے بلکہ کالج ہی ہونا چاہیئے کیونکہ جس صورت مین دین کے لئے ایک جماعت کی ہی ضرورت ہے اور کل کی کل جماعت ایک ہی کام مین نہین لگ سکتی - تو اس صورت مین اپنے مدرسہ کے نہ ہونیکی حالت مین جماعت مجبور ہوگی کہ اپنے بچون کو دوسرے مدرسون مین بہیجے جیسے مشن کے مدرسہ یا سرکاری مدرسہ جہان نہ وہ تعلیم دین کی حاصل کرسکتے ہین اور نہ ہی زہریلی ہواؤن کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہین اور یہ امر ایک اتنی عظیم الشان جماعت مین سخت قابل افسوس ہوگا بلکہ اس جماعت کو توابہی اس کام کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ جیسے جیسے اسکی تعداد مین ترقی ہونی چاہیئے جابجا مدرسے تعلیم کے لئے قایم ہوتے چلے جاوین اور مرکزی مقام مین ایک کالج یا یونیورسٹی ہو - پس ساری جماعت مین ایک مدرسہ کا بہی نہ ہونا ایک ایسا امر ہوگا جو اس جماعت کیلئے سخت افسوس کا موجب ہوگا - لہذا باتفاق رائے جلسہ یہ امر قرار پایا کہ ضروری ہے کہ دارالامان مین ایک مدرسہ سرکاری تعلیم دینے کے لئے اور سرکاری قواعد کے موجب چلنے والا ہو تامروجہ تعلیم دینے کے ساتہہ ساتہہ احمدی جماعت کے بچے یہان رہ کر سچے احمدی بنکر دکہاوین اور دنیا کے ساتہہ دین مین بہی ترقی کرین - چنانچہ اسکی عملی نظیرین اسوقت بہی موجود ہین کہ جو طالب علم یہان سے انٹرنس پاس کرکے نکلے ہین وہ اپنی عملی زندگی مین اور اپنے دینی ترقی مین کالجون مین ایک ایسا نیک نمونہ دکہارہے ہین جو واعظ سے بڑہکر کام دے رہا ہے - مگر اس ضرورت کو تسلیم کرنیکے ساتہہ ہی منتظمین مدرسہ کے توجہ دلانے پر کہ باوجودیکہ پانچ سال کے عرصہ مین جماعت چند ہزار سے دو تین لاکہہ تک پہونچ گئی ہے - مگر تعداد طلبا مین ایسی ترقی نہین ہوئی جسکی وجہ کسیقدر جماعت کی بے توجہی ہے - ان امور کے پیش کرنے پر کل جماعت نے باتفاق اس ضرورت کو بہی تسلیم کیا کہ کل کی کل احمدی جماعت کا اور ہر فرد واحد کا جو اپنے آپ کو اس جماعت مین سمجہتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بچون کو کسی دوسرے مدرسہ مین تعلیم ندین بلکہ کل کے کل اسی جگہ تعلیم کے لئے بہیجین - کیونکہ جس صورت مین ضرورت قیام اس مدرسہ کی بہی ہے کہ احمدی جماعت کا اپنا مدرسہ ہو تو پہر اگر احمدی جماعت کل کی کل اپنے بچون کو اس جگہ بہیجنے کے لئے تیار نہین تو اصل غرض ہی مفقود ہوجاتی ہے چنانچہ جسقدر حاضرین اس جلسہ مین موجود تہے انہون نے سب نے اس ضرورت کو تسلیم کرکے یہ عہد کیا کہ وہ اپنے بچون کو اسی مدرسہ مین تعلیم کے لئے بہیجنے کا انتظام کرین گے اور اپنے دوسرے بہائیون کو بہی ترغیب دینگے - اور مجبور کرینگے کہ وہ اپنے بچون کو انٹرنس تک تعلیم کے لئے اسی جگہ بہیجین -

قبل اسکے جو مین دوسری تجاویز کو بیان کرون مین یہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ ہر قسم کے بچون کے لئے جو یہان آئین گے - کیا انتظام سوچا گیا ہے - جو بچے بارہ سال کی عمر تک پہونچ گئے ہین وہ تو بورڈنگ ہوس مین زیر نگرانی دو سپرنٹنڈنٹون کے رہین گے جیسا کہ آج کل انتظام ہے - ہان لڑکون کی تعداد مین زیادتی کے ساتہہ سپرنٹنڈنٹ اور رکہے جاسکتے ہین چہوٹے بچے جو زیادہ خبرگیری اور زیادہ نگرانی کے محتاج ہین اونکے متعلق حسب حیثیت دو قسم کا انتظام کیا جاوے گا - اول وہ جن کے والدین اپنے بچون کی پوری اور عمدہ نگرانی کے لئے کافی روپیہ دے سکتے ہین - انکے متعلق یہ تجویز کیگئی ہے کہ مدرسہ مین پڑہائی کے علاوہ ایک پرائکٹر یعنی الگ نگران انکا رکہا جاوے گا ہر پانچ یا چہہ بچون پر ایک ایسا پرائکٹر موجود ہوگا جسکا یہ فرض ہوگا کہ وہ ہر وقت ان بچون کے ساتہہ رہے اور ہر طرح پر اسکی خبرگیری اعلے تعلیم کے لحاظ سے - محبت کے لحاظ سے - کہانے کے لحاظ سے - ورزش وغیرہ کے لحاظ سے - وہ انکے لئے بطور ایک شفیق باپ کے ہوگا اور انکو باہر موزون اوقات مین سیر کے لئے بہی لیجائیگا اور پہر پڑہائی مین بہی انکو مدد دے گا - یہ صورت ایسی ہوگی جسپر والدین کو انشاءاللہ پورا اطمینان ہوگا اور ہم امید کرتے ہین کہ ایسے آدمی جو اسطرح بچون کو اپنے بچے سمجہکر انکی تعلیم اور تربیت کا پورا پورا خیال رکہین - اور عمدہ طور پر شروع سے ان کی تربیت کرین ہمین میسّر آجائین گے - چونکہ ایسا آدمی صرف ایک معقول تنخواہ پر مل سکتا ہے اسلئے شروع مین کم از کم تین ایسے طالب علم ہونگے تو یہہ انتظام بہی الگ ہوگا - اور تین روپیہ فی بورڈر کے حساب سے معمولی اخراجات کے علاوہ فیس لیجاوے گی مگر اس کی نگرانی کا انتظام خاص کیا جاوے گا یعنی ہر دس یا بارہ لڑکون کے لئے ایک سپرنٹنڈنٹ ہوگا - جو انکی صحت اور تربیت کا خیال رکہیگا مگر ان کی تعلیم وہ معمولی مدرسہ کی تعلیم ہوگی - بڑی عمر کے بچون کے لئے ایک وسیع بورڈنگ ہوس موجود ہے جس کے قواعد پہلے شائع ہوچکے ہین - البتہ اسقدر اور بیان کردینے کے قابل ہے کہ بعض احباب نے یہ کہا تہا کہ غربا اور عموماً زمیندار اسقدر بوجہ نہین اٹہا سکتے - سو اسکا علاج یہ ہے کہ اوّل تو بورڈنگ ہوس مین دو یا تین قسم کا کہانا پکتا ہے اور ہر ایک بورڈر کے لئے یہ امر اختیاری ہے کہ وہ جسقدر خرچ دے سکتا ہے اوسی قسم کا کہانا کہاوے - علاوہ ازین ہم یہ انتظام بہی کرسکتے ہین جیسا کہ بعض احباب کی خواہش تہی کہ زمیندارون کے لئے بجائے نقدی کے بچون کا خرچ آٹے دال اور گہی کی صورت مین دینا آسان ہوتا ہے - سو جو احباب پسند کرین وہ یہ انتظام کرسکتے ہین کہ اپنے بچون کا خرچ مثلاً چہہ ماہ یا سال کا آٹے یا دانون اور گہی وغیرہ کی صورت مین یہان بہیج دیا کرین اس صورت مین ان کو خرچ خوراک کچہہ نہ دینا پڑے گا - صرف زائد اخراجات مثل بالن وغیرہ اخراجات باورچی خانہ اور دہوبی وغیرہ کے خرچ یا فیس باقی رہ جائیگی - یہہ تجویز عموماً زراعت پیشہ احباب کے لئے بہت مفید ہوسکتی ہے -

مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ یہ ابتدائی سال ہے اور یہی وقت بچون کے بہیجنے کا ہے - جن احباب کے بچے کسی مدرسہ مین تعلیم پاتے ہون یا اگر تعلیم نہ پاتے ہون اور وہ انہین تعلیم دینا چاہتے ہون تو انہین چاہیئے کہ فی الفور ماہ جنوری کے ختم ہونے سے پہلے انکو اس جگہ تعلیم کے لئے بہیجدین - ہمارے ملک مین ایک عجیب غلط خیال پہیلا ہوا ہے کہ بچون کی تعلیم کے لئے خرچ دینے مین والدین اکثر تنگدلی سے کام لیتے ہین اور ان کی شادیون وغیرہ کے وقت اسراف سے زیر بار ہوتے ہین سچ بات یہ ہے کہ وہ وقت انکی اپنی نمود کا ہوتا ہے ورنہ اگر صرف اولاد

کی بہتری منظور ہو تو بیاہ کا فکر کرین نکرین اوّل فکر مدہ تعلیم کا ہونا چاہئے - یہ یاد رکھنا چاہئے کہ تعلیم کی غرض محض یہی نہین کہ انٹرنس پاس کرکے نوکری کی تلاش مین لگ جائین بلکہ ہر ایک انسان کے لئے کسیقدر تعلیم کا حاصل کرنا ضروری ہے - اور اسی لئے اس سال مدرسہ مین دوسری شاخ ایسی کہولی گئی ہے جس مین مروجہ تعلیم کو کم کرکے عربی اور دینیات کی تعلیم پر زور دیا جاوے گا اور اسکے ساتھہ طب سکہائی جاوے گی یا کوئی اور پیشہ - مگر اس کے لئے ابہی کوئی انتظام نہین اگر جماعت کو اسطرف توجہ ہوئی تو انشاء اللہ ایک دو سال مین سب انتظام خود بخود ہو جائیگا - جب ضرورت والے پیدا ہوتے ہین تو سامان بہی اللہ تعالے انکے لئے پیدا کر دیتا ہے - اگر قوم اس امر پر اتفاق کرلے کہ کل کے کل بچے قوم کے اسی جگہ تعلیم پاوین خواہ وہ مروجہ سرکاری تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہون اور خواہ اردو کی تعلیم کے ساتھہ عربی اور دینیات کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہون تو مدرسہ انشاء اللہ چندہی دنون مین ایک حیرت انگیز ترقی دکہائیگا - ایام جلسہ مین تو اکثر احباب نے اسقدر زور اس تجویز پر دیا تہا کہ قوم کے کل بچے اسی جگہ تعلیم پاوین . . . .

. . . . . . کہ جو لوگ اپنے بچّون کے لئے یہان نہ بہیجنے کی کوئی مجبوری ہی ثابت کرین - انپر بہی لازم ہوگا کہ جسقدر فیس مدرسہ کی کسی دوسری جگہ وہ دیتے ہین اسیقدر فیس اس مدرسہ مین بہی ادا کرین - چنانچہ ہمارے ایک معزز دوست نے اسیوقت اسپر عمل بہی کر دیا اور اپنے بچون کی فیس ماہوار اس سکول مین داخل کرنیکا وعدہ کیا - مگر مین سمجہتا ہون کہ سوائے شاذ و نادر حالات کے کوئی امر اس راہ مین روک نہین ہونا چاہئے - کہ ہمارے احباب اپنے بچّون کو اسی جگہ تعلیم کے لئے بہیجین -

یہ امر بہی قابل تذکرہ ہے کہ پچہلے سال کے اخراجات مدرسہ کے آٹہہ ہزار روپیہ کے قریب ہین مگر اس سال کئی قسم کے زائد اخراجات کو مدنظر رکہکر جو طلبا کے بڑہ جانے کیوجہ سے پیش آوین گے اور نیز دیگر وجوہات کے سبب پندرہ ہزار روپیہ کا بجٹ ہمارے معزز احباب نے جو اسجگہ جمع ہوئے تہے - تجویز کیا ہے - خرچ کے اسقدر بڑہ جانیکے کئی وجوہات ہین اوّل یہہ کہ مدرسہ کے سٹاف کو ضرورت زمانہ کے مطابق کرنیکے لئے انکا ٹرین کرانا اور بعض ٹرینڈ مدرسین کو لینا ضروری سمجہا گیا ہے جو ایک بڑی وجہ بجٹ خرچ کے بڑہ جانیکی ہوئی ہے - پہر دوسری وجہ عمارت ہے کیونکہ جس صورت مین کل جماعت کے بچّون نے اسی جگہ تعلیم حاصل کرنی ہے تو ضرور ہے کہ اس مطابق بورڈنگ ہوس کو بہی وسیع کیا جاوے - اور مدرسہ کی عمارت مین بہی توسیع کی ضرورت پیش آئیگی - تیسری ضرورت نئی شاخ دینیات کا کہلنا ہے - اور بہی بعض وجوہات ہین جنکی تفصیل کی اسجگہ ضرورت نہین -

اب مین ساری جماعت کو متوجہ کرتا ہون اور ہر ایک شہر کی جماعت مین انکے اعلے ارکان اور کارکن ممبرون کی خدمت مین خاص طور پر عرض کرتا ہون کہ جس صورت مین اس مدرسہ کا قیام محض اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ جماعت کے بچّے اس جگہ تعلیم حاصل کرین - اور اس مدرسہ کو جماعت احمدی کی اہم ضروریات مین سے ایک ضرورت قرار دیا گیا ہے تو اس ضرورت کو اب عملی طور پر تسلیم کرنا چاہئے زبان سے صرف اتنی بات کہدینے سے کہ اس مدرسہ کا قیام جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے کچہہ نہین بنتا اب عمل کا وقت ہے - اگر آپ لوگ چاہتے ہین کہ آپ کے بچے سچّے مخلص احمدی اور عملی زندگی مین دنیا کے لئے نمونہ بنین - تو ان کی عمرون کو ضائع نکرین اسوقت آپ کے اہم فرائض مین سے جو اولاد کے متعلق ہین یہ ہے کہ آپ ان کی تعلیم اور تربیت کے اس پہلو کو اختیار کرین جس سے وہ آئیندہ نسلون کے لئے ہادی بنین - اگر آپنے ان فرائض کو اسی حد تک محدود سمجہ لیا ہے کہ آپ ان سے اسقدر محبت کرین کہ وہ آپ سے جدا نہ ہون تو آپ نے سخت غلطی کہائی ہے - ایک قوم جو اسوقت ہمہ تن دنیا مین مصروف اور دنیا پر جہکی ہوئی ہے وہ بہی اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت کو اسقدر مقدم سمجہے ہوئی ہین کہ ایک مان کا اپنے چہوٹے سے پیارے بچہ کو تعلیم کی خاطر جدا کرنا کچہہ بہی اسکو دشوار معلوم نہین ہوتا - مین پہر کہتا ہون کہ اولاد سے ایسی محبت کرو جس سے انکی آئیندہ زندگی سنورے اور ایسی محبت نہ کرو جو ہمیشہ کے لئے انکو تباہ کرنے والی ہو - یہ تو وہ وقت تہا کہ اگر یہان دنیوی تعلیم کا کوئی انتظام نہ بہی ہوتا لوگ اپنے بچون کو اسجگہ بہیجتے -

ان دنون کو غنیمت سمجہو کہ خدا کا برگزیدہ مسیح ابہی تمہارے اندر ہے - وہ تمہارے بچّے کیسے خوش قسمت ہون گے - جو آئیندہ یہہ کہہ سکینگے کہ ہمنے مسیح کے زیر سایہ رہ کر تعلیم پائی ہوئی ہے اور اس کی مجلسون مین اکثر بیٹہے ہین اور اسکی پر حکمت گفتگوؤن کو سُنا اور اس کے کامل نمونہ کو دیکہا ہے - دوستو مین سچ کہتا ہون کہ اللہ تعالے جانتا ہے صدق دل سے کہتا ہون کہ یہ وقت پہر ہاتہہ نہین آئیگا - پہر اس وقت قادیان مین وہ عجیب انسان موجود ہے جسکے درس قرآن کے سننے پر آئیندہ نسلون کو فخر ہوگا - پس خدا کی ان نعمتون کی قدر کرو اور سستی اور کاہلی اور جہوٹی محبتون سے اپنی اولاد کی عمر کو ضائع مت کرو - اگر تم نے اولاد کے بارے مین یہ فرض ادا کر دیا تو وہ اولاد تمہارے لئے ابدی خوشی کا موجب ہوگی - ورنہ تم نہین جانتے کہ تمہارے پیچہے تمہاری اولاد کیسی نکلے اور کیا کام کرے اپنی طرف سے کوشش کرو - اور پوری سعی کرو کہ تمہاری اولاد نیک بنے نیک صحبت مین رہے پہر دل خدا کے ہاتہہ مین ہے - وہ جسطرح پر چاہے انکو چلاوے -

اخیر مین مین یہ بہی کہنا چاہتا ہون کہ یہ ابتدائے سال ہے اور یہی وقت ہے جو لڑکون کو یہان بہیجنا زیادہ مفید ہے تاکہ شروع سال سے ان کی تعلیم ہمارے کورس کے موافق ہو اور تاکہ انکی دینی تعلیم کی کمی پورا کرنیکے لئے کافی وقت ملے - نیز صاحب انسپکٹر کا معائینہ مدرسہ بہی ۱۴ - فروری کو ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اسوقت تک احمدی جماعت کے تین چار سو لڑکے یہان موجود ہون - اس سے جماعت کی عمدہ حالت کا اثر ہر دل پر پڑتا ہے -

دوسرے سوال کا جواب مین ایک حد تک تو دے آیا ہون یعنی واعظین اور مبلغین کی ایک جماعت پیدا کرنیکے لئے یہ مدرسہ کہانتک کام دیسکتا ہے - اس کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ تعلیم پرائمری تک تو تعلیم مشترک رہے - اسکے بعد دو شاخین مدرسہ کی ہون ایک مروجہ تعلیم کی شاخ جسکے ساتھہ لڑکون کی برداشت کے موافق عربی اور دینیات کی تعلیم لازم ہوگی اور دوسری دینیات کی شاخ اس دینیات کی شاخ کو ہم بہت ترقی دینا چاہتے ہین - اور اس کے متعلق یہ تجویز ہے کہ یہان سے ایسے لوگ پیدا ہون جو علم دینیات کو پورے طور پر حاصل کرین اصول علم کلام سے پورے واقف ہون اور عربی زبان مین اسقدر مہارت رکہتے ہون کہ اس زبان مین لکچر دے سکین - اور مضمون لکہہ سکین پہر اس کے ساتہہ دو صورتین ہون جو لوگ صرف اس ملک کے لئے بطور واعظ تیار کئے جاوین انکو اسقدر عربی اور دینیات کی تعلیم کے ساتہہ طب سکہائی جاوے یا بعض اور پیشے اور سنسکرت وغیرہ زبانین بہی سکہائی جاوین - اور جو لوگ بیرونی ممالک کے لئے تیار کئے جاتے ہون - انکو کوئی ایک یورپ کی زبان جیسے انگریزی یا فرانسیسی یا جرمنی وغیرہ یا جو لوگ جاپان کے لئے تیار کئے جاتے ہون - انکو جاپانی - علٰے ہذا القیاس -

لیکن ان سب تجویزون کی تکمیل کے لئے بہت سا وقت اور روپیہ اور کارکن آدمی درکار ہین جنکی ہم خدا کے فضل سے یہ امید رکہتے ہین کہ آہستہ آہستہ ہمین میسر آجاوین گے - اگر جماعت نے اسطرف پوری توجہ کی تو یہ امور چندان مشکل نہین . . . بالفعل کام کو ہم نے شروع کر دیا ہے - یعنے اول جماعت دینیات کی کہول دی ہے - اگر خدائے تعالیٰ قوم کے دلون مین ڈالے اور وہ ہمہ تن اس مدرسہ کی اعانت مین مصروف ہو جائین - کیا مالی امداد سے اور کیا بچون کے بہیجنے سے - تو امید کی جاتی ہے کہ ان سب تجاویز کی تکمیل چندہی سال مین ہو جاوے -

وما توفیقنا الّا باللہ

مین امید کرتا ہون کہ میری یہ تحریر ضائع نہ جاوے گی - اور نیز وہ احباب جو جلسہ پر پر وعدے کر گئے ہین - اپنے وعدون کو پورا فرماوین گے - اور دوسرے احباب کو پورے زور سے تحریک کرین گے - اگر کوئی صاحب ایسے ہون جنکو کوئی خاص قسم کی روک بچون کے یہان بہیجنے مین ہو تو وہ بذریعہ خط و کتابت ایسے امور کو طے کر سکتے ہین -

اس معاملہ مین کل خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان ہونی چاہئے -

(والسلام)

محمد علی

۱۴ - جنوری ۱۹۰۶ء

مراسلت

بدھ مذہب ایک دیانندی کی نظر سے

الحکم نمبر ۴۴ جلد ۹ مین ہمارے ایک محترم بھائی اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی نے واقعات کی بنا پر اسلامی نکتہ خیال سے بدھ کی تعلیم کو نیکی پر مبنی پاکر اسکی واجبی تعریف کی تھی - اسپر لاہور کے آریہ گزٹ نے (جو گوشت خور پارٹی کا آرگن ہے) ۲۸ - دسمبر ۱۹۰۵ء - کی اشاعت مین ایک نوٹ لکھا ہے جس مین اصل واقعات کو چھپانے کی بے سود سعی کی گئی ہے ہمین افسوس ہے ست کو گرہن کرنیکے لئے سر دو رادت رہنے والے مہاشہ کو اس چال چلنے کی کیا حاجت پیش آئی - اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً انکی اس کارستانی کی حقیقت کو طشت از بام کر دیا جاوے -

قولہ - مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین -

اقول - آریہ گزٹ کے واقف کار اور باخبر ایڈیٹر کی نسبت (جو کہا جاتا ہے کہ ایم - اے ہین) ہمین افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہون نے ایک ایسا دعویٰ کیا ہے جو اپنی کمزوری اور بیہودگی کا خود ہی شاہد ہے - ہم خوب جانتے ہین کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ الحکم کو باقاعدہ پڑہتے ہین پس اگر وہ اسلامی تصنیفات کا مطالعہ نہین کر سکتے تھے تو یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ الحکم ہی مین انہون نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ مضامین پڑہے ہونگے - جن مین حضرت کرشن - جناب سری رام چندر جی مہاراج کی بڑی تعریف کی گئی تھی اور انہین واجب الاحترام بزرگ تسلیم کیا گیا ہے - الحکم نمبر ۳۷ جلد ۹ مطبوعہ ۳۱ - اکتوبر ۱۹۰۵ء مین ایک تفصیلی مضمون مولوی عبد العزیز لکھنوی کی کتاب بشارات احمدی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے -

کاش آپ ان مضامین کو مد نظر رکھتے تو آپ کو حق پوشی کا جواب دہ ہونا نہ پڑتا - آپ اپنے جو تھے اصول کو مد نظر رکھکر اپنے اس جملہ پر غور کر کے بتائین کہ کیا آپ نے مسلمانون پر اتہام لگایا ہے یا محض ناواقف تھے ؟ اور اگر ناواقف تھے تو آپ کو یہ حق کیونکر پیدا ہوا - کہ بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی کرین -

آریہ گزٹ کے مطالعہ سے ہمین ایک اور امر بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندو لفظ جسپر پنڈت دیانند جی صاحب چیڑتے ہین اور مسلمانون سے نفرت پہیلانے کی پالیسی کو اسی لفظ کی تہ مین انہون نے چھپایا تہا آریہ گزٹ کا ایڈیٹر بڑے شوق سے اس لفظ کو ہمیشہ استعمال کیا کرتا ہے اس کی تہ مین کیا راز ہے ؟

اصل یہہ ہے کہ آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ہندوؤن کو مسلمانون سے ہمیشہ بدظن کرنے کی پالیسی کو مد نظر رکھتا ہوا یہہ نوٹ لکھتا ہے - اور اس نوٹ کے ذریعہ اصل مقصد اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوؤن پر ظاہر کرے کہ گویا مسلمان ہمیشہ ہندوؤن کے بزرگون کی ہتک کرتے آئے ہین کیونکہ اس کا یہ جملہ کہ

" مسلمانون کی تواریخ مین یہہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی بزرگ ہندو کی نسبت تعظیم کے کلمے مستعمل ہوتے ہین "

حالانکہ یہ ایسا **سیاہ جہوٹ** ہے کہ اسکی نجاست سے دل و دماغ متعفن ہوجاتا ہے مگر ہمارا عالی دماغ ایڈیٹر آریہ گزٹ اس کی پروا نہین کرتا -

اچھا صاحب! مسلمانون نے اگر تعظیم نہین کی - تو شاید آریہ سماج کے بانی رشی **دیانند** نے (جو اپنی **تہذیب** نہین ویدک تہذیب کے خاص نمونہ ہین) ان ہندو بزرگون کی خوب تعریف کی ہے کیا آپ اس سے بہی واقف ہین یا نہین ؟ تمہین ست ودیاؤن کی پینک کی قسم اور آریہ سماج کے چوتھے اصول کی قسم سچ بتانا ؟ اور اگر آپ کو خبر نہین تو ہم آپ کو رشی کا واک خود سنا دیتے ہین - ذرا آریہ گزٹ مین چھاپ دو تاکہ بہولے بہالے ہندوؤن کو معلوم ہوجاوے کہ انکے بزرگون کی ہجو **کا شاگرد رشی دیانند کیسے کرتا ہے - ملاحظہ** فرمائیے -

بہاگوت کے مصنف کی نسبت یون گوہر افشانی کرتے ہین دیکھو ستیارتہ پرکاش دوسرا اڈیشن صفحہ ۳۴۴

واہ رے واہ بہاگوت کے بنانیوالے لال بوجہکڑ کیا کہنا تجہکو ایسی ایسی متھیا باتین لکھنے مین ذرا بہی شرم و حیا نہ آئی - پنٹ اندھا ہی بنگیا - پہر ستیارتہ صفحہ ۳۴۳ مین درگا پاٹھہ کو جسے ہندو متبرک سمجھتے ہین اسطرح لتاڑا ہے دیکھئے کیا ہی اسبہو کتہا کا گپوڑہ بہنگ کی لہر مین اڑایا جسکا ٹھور نہ ٹھکانا -

اب ہم خاص مہاتما بدھ کی نسبت رشی بچن سناتے ہین آسنے اپدیش منجری صفحہ ۱۳۰ پر لکہا ہے کہ " غازی پور شہر مین راجا کا لڑکا پیدا ہوا جو آخر کار بدھ بنا اسنے ویدون کی مذمت شروع کر کے براہمنون کے ظلم سے دیگر کل ورنون کو نجات دلانے کا راستہ نکالا "

ناظرین اب سمجھ گئے ہونگے کہ بدھ ویدک دہرم کا دشمن اور وحدانیت کا حامی تہا جیسا کہ ہمارے بہائی اکبر شاہ نے بیان کیا ہے - ایسی صورت مین جبکہ بدھ ویدون کی مذمت کرنے والا تہا اسے ہندوؤن یا دیانندیون کا بزرگ کہکر پکارنا آریہ گزٹ کی بے علمی کی دلیل ہے چونکہ ہمارے بہائی اکبر شاہ نے بدھ کو بنہا کا مصلح و ریفارمر ثابت کیا ہے اور خدا کیطرف سے اسکا مرسل ہونا بیان کیا ہے جس سے کہ آریہ گزٹ کو بہی جائے انکار نہین اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آریہ گزٹ کے اپنے بیان سے ہی اسکا سچا مرسل ہونا ثابت کرین - تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجائے کہ جس کتاب کی وہ بقول دیانند مذمت کرتا تہا - وہ سچی پاکیزگی اور وحدانیت و روحانیت سے گری ہوئی تہی جبہی تو وہ ایسے وقت مین بہیجا گیا - تاکہ ایسی بد اخلاقی کے مرج کو درست کرے - اسی لئے اسکا بدھ شاستر مین یہ قول پایا جاتا ہے - کہ چونکہ ان کے (ویدون کے) وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن مین پرمیشور کے نشان نہین ہین اور وہ خلاف عقل ہین اسلئے وید پرمیشور بانی نہین ہو سکتے (بدھ شاستر ادھیائے ۲ سوترا) بدھ کی اس تعلیم اور لالہ دیانند کے اس عقیدہ کے خلاف آب آریہ گزٹ بدھ کو ویدک دہرم کا پیرو ثابت کر کے اسکی تعلیم کو ویدون کے مطابق ثابت کرنا چاہتا ہے جو بالکل جنونی خیالات ہین - بہلا ویدون کی مذمت کرنے والا اور ان کو پرمیشور کے نشانات سے خالی ماننے والا کیسے ویدک دہرم کا پیرو کہا جاسکتا ہے مگر نہین دیانندی صاحبان کے نزدیک ایسے ایسے ہتکھنڈے کوئی نئی بات نہین چنانچہ آریہ گزٹ ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۳ پر بدھ کو ویدون کا پیرو مانکر عجیب عجیب بے تکی ہانکین لگاتا ہے - چنانچہ وہ لکھتا ہے - کہ گوتم بدھ بہی ویدک خیالات کا مخالف نہ تہا - وہ اپنے آپکو آریہ اور اپنے طریق کو آریہ دہرم کہتا تہا جہانتک روایتون سے تعلق ہے اُسنے کسی موقع پر بہی ویدک تعلیم کی تردید نہین کی (چہ خوب اگر بقول رشی دیانند وید کے مذمت کرنے والے سچے آریہ ہوتے ہین تو ہم آریہ گزٹ کو مبارکباد دیتے ہین کہ ہم سب سے پہلے اس خیال کے آریہ ہین - اور ویدون کی تعلیم سے نفور ہین - اگر آریہ دہرم کی یہی تعریف ہے تو سناتن دہرمی سچے ہین جو کہتے ہین کہ دیانندی بجائے ویدون کی حمایت کے ان کی تردید کرتے ہین - ممکن ہے کہ ان کی یہ بات درست ہو اور کئی دیانندیون کے دل مین سچے آریہ پن (مذمت وید) کا بیج موجود ہو) پہر وہ لکھتا ہے کہ ہم اپنے طور پر بدھ کو ویدک طریق سے منحرف نہین پاتے اس آریہ پورش کے غیر آریہ شاگرد پیرو کار بعد کو برہمنون کی مخالفت سے تنگ آکر ظاہر طور ویدون کا کھنڈن کرنے لگے - (یہان تو آریہ گزٹ نے پنڈت دیانند کو بالکل دروغگو ہی ثابت کر دیا) اس سے آگے آریہ گزٹ نے صاف الفاظ مین مان لیا ہے کہ بدھ صرف آریہ قوم کی اخلاقی اصلاح اور طرز معاشرت کے سدہار کے لئے آیا تہا (جو ویدون کی بد اخلاقی کی تعلیم کے باعث بہت بری حالت مین تھے)

چنانچہ وہ لکہتا ہے کہ بدھ مذہب ایک قسم کا ایسا فرقہ یا آرڈر کی حیثیت مین نکلا تہا - جسنے سوسائٹی کی اخلاقی اصلاح اور آریہ قوم کی طرز معاشرت کے سدہار کا بیڑا اٹھایا تہا اور اس نے اپنا کام اس حد تک ضرور کیا - جو لوگ بدھ سے پہلے زمانہ کی تواریخ سے واقف ہین وہ کہہ سکتے ہین کہ وہ زمانہ انسانی تہذیب کے ہر پہلو سے بالکل گرا ہوا تہا - انسان کے سفلی جذبات نشو و نما پاکر اسقدر مضبوط بن گئے تھے - کہ اُن کا مقابلہ کرنا مشکل کام تہا عیاشی تن پروری - بدکاری کا بازار گرم تہا - مذہب جس کا فرض تہا کہ اسکی مزاحمت کرتا ریا کاری - سے تبدیل ہوکر تائید کا دم بہرنے لگا - پوجاری ناعاقبت اندیش خود نفسی اور خود غرضی کے نشہ مین بدمست ہوکر شراب خواری اور عیاشی کی مکروہ زندگی کو تقدیس و اتقا کا جامہ پہنانے لگے - حق و باطل کی تمیز جاتی رہی - سچ جہوٹ کے درمیان کا امتیاز پردہ اٹھہ گیا - عالم جاہل ایک مقام پر آ گئے اور اگر گوتم بدھ کے ایسے زوردار چمک کا سورج آریہ ورت کے کثیف آسمان پر آکر نہ چمکتا تو ہم نہین کہہ سکتے - اس تاریکی اور جہالت کا نتیجہ (جو ویدکی پیروی کے باعث پہیل رہی تہی) اور کسقدر وسیع مضر اور دنیا مین بربادی پہیلانے والا ہوتا - انسان خود غرضی کے ہاتہون غلام بنے ہوئے تھے - شرم حیا کا ان

مین نام ونشان بہی نہین تہا (نیوگ کی تعلیم کا نتیجہ۔ منظور) سب لوگ ظلم و بدعت سے پناہ مانگ رہے تہے۔ مگر پناہ نہین ملتی تہی ایشور کے بندے اس ناپاکی (وید کی تعلیم کی۔ منظور) وتعفن سے نجات چاہتے تہے مگر نجات کا ذریعہ پیدا نہین ہوا تہا حق پرستون نے دعا کا ہاتھ اُٹھایا۔ (یہ حق پرست ضرور موحد ہونگے کیونکہ دیانندی عقیدے مین دعا باطل ہے۔ اسلئے کہ گذشتہ کرمون کا پہل مانا جاتا ہے جس مین ایشور کا دخل نہین منظور) پرماتما نے ان کی دعا سنی (موحدون کی کیون نہ سنتا۔ اُس زمانہ کا حال بہی ایسا ہی ہوگیا ہوگا۔ جیسا کہ اب ہے جسمین ویدک نیوگ وباپ بیٹی کی مجامعت کے استعارات کا زور شور سے پرچار ہورہا ہے اور حد درجہ کی بداخلاقی کی تعلیم دی جارہی ہے۔ عورتون اور مردون کو کھلم کھلا بیحیائی کی تعلیم پر فریفتہ کیا جارہا ہے کہ نکاح کی مانند اس حرامکاری سے بہی شرم وحیا نہ کی جاوے ایسے وقت مین خدا نے حق پرستون کی دعا سن لی اور ایک مرسل خدا کیطرف سے ایسی برائیون سے دنیا کو رہائی دینے کے لئے آگیا جو گوتم بدھ کی مانند زور شور سے دعوت دے رہا ہے کہ ویدون کی میعاد غلط ہے ان مین ایشور کے نشانات ہرگز نہین پائے جاتے اور وہ بالکل خلاف عقل ہین ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ دیانندیون مین سے کتنے اس حق پرست کے پیرو بنتے ہین۔ منظور) اُسنے (یعنی گوتم بدھ نے) ثابت کر دکہایا کہ سلطنت عصاء شاہی۔ خنجر بران وزبردستی مین نہین ہے بلکہ انسانی محبت حلم اور بردباری شیرین بیانی اوراخلاق سے انسان۔ انسان کے دل کو تسخیر کرکے اسپر حکومت کرسکتا ہے (یہی تعلیم موجودہ زمانہ کے ہادی حضرت اقدس جناب مسیح موعودؑ کی ہے) گوتم بندہ کا نمونہ بلا کا نمونہ تہا ایک نور کا لمعہ تہا جسنے بجلی کے کوندے کی طرح چمک کر دنیا کو نور علے نور کردیا (یہی موجودہ زمانہ کے مرسل کی نسبت دیکہہ لین)

مندرجہ بالا آریہ گزٹ کے اقتباس ظاہر کررہے ہین کہ درحقیقت بدھ ہند کا مرسل تہا جس نے وید کی بداخلاقی کی تعلیم کے مقابلہ پر حسن اخلاق ومحبت کی تعلیم پہیلائی پہر ایسے نیک انسان کو دیانند کی مانند جُرا بہلا کہنا نیک انسانون کا کام نہین ہوسکتا۔

بدھ مذہب پر ہندؤن کا ظلم

اس عنوان کے تحت مین آریہ گزٹ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بدھ مذہب والے مسلمانون کی سختیون کے باعث جلاوطن ہوئے نہ کہ ہندؤن خصوصاً شنکراچاریہ کے ظلم کے باعث۔ مگر ہم اسپر اپنی طرف سے کچہہ ایزادی نامناسب سمجہتے ہین صرف ہندؤن (آریون) اور بدھون کے باہمی تعلقات کو آریہ گزٹ کے مسلمہ رشی دیانند کے الفاظ مین بیان کرکے اس سے دریافت کرتے ہین کہ وہ اپنی تحریر کہ "انہون نے (ہندؤن نے) ایک معصوم فرقہ پر اسقدر ظلم کیا ہوگا" کو پنڈت دیانند کی تعلیم سے معصوم ثابت کردکہائے۔ چنانچہ پنڈت دیانند ستیارتھہ پرکاش ص۴۲۵ پر لکھا ہے۔ کہ وہ ویدون کی بہی مذمت کرنے لگے اوس کے پڑہنے پڑہانے یگیوپویت وغیرہ اور برہمچریہ وغیرہ اصولون کو بہی تباہ کیا جہان جتنی کتابیں وید وغیرہ کی پائین ان کو تلف کیا آریون پر بہت سا حکومت کا زور بہی چلایا تکلیف دی۔ وید کے پیرون کی بے عزتی کرنے اور طرفداری سے سزا بہی دینے لگے۔

یہہ حال تو بدہون کے ظلمون کا تہا جو یہ معصوم فرقہ ہندؤن (آریون) پر کرتا اب دوسری طرف ملاحظہ کیجئے کہ ہندؤن نے زور پاکر بدھون کی کیسے خبر لی۔ گو ہندؤن کی زیادتی کے واقعات دیانند نے بہت کچہہ چہپانے کی کوشش کی ہے مگر اس کی تحریر سے منصف مزاج ٹہیک نتیجہ اخذ کرسکتا ہے وہ ستیارتھہ پرکاش ص۴۲۶ پر لکھتا ہے کہ بعد مباحثہ کے ان کے پنڈت اور سودہنو راجہ نے ویدمت کو قبول کرلیا پھر بڑا شور وشر ہوا۔ پہر اس سے آگے چلکر لکہتا ہے کہ اب جتنے بت جینیون کے نکلتے ہین وہ شنکراچاریہ کے وقت مین ٹوٹے تہے۔ اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہین وہ جینیون نے زمین مین گاڑ دیئے تہے کہ توڑے نہ جائین۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ درحقیقت جینیون پر سلطنت کی طرف سے دباؤ ان بتون کے توڑنے پر دیا جاتا تہا جبہی تو وہ چہپانے پر مجبور ہوگئے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی دباؤ کیوجہ سے کئی جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے۔

پھر دیانند لکہتا ہے کہ

جینیون کے مندر شنکراچاریہ اور سودہنو راجہ نے نہین تڑوائے تہے کیونکہ ان مین وید وغیرہ کی پاٹ شالائین بنانے کا ارادہ تہا

اس حوالہ نے آریہ گزٹ کی بالکل پول ہی کہول دی۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہورہا ہے کہ جینیون کے مندرون پر قبضہ کرلیا گیا تہا تاکہ ان کو پاٹھہ شالائین بنایا جاوے مگر وہ تڑوائے نہ گئے تہے۔ اب اس سے زیادہ ظلم ایک قوم پر کیا ہوسکتا ہے کہ ان کے معبدون پر قبضہ کرلیا۔ جاکران کو بیدخل کردیا جاوے انہی بواعث سے جینی جلاوطنی پر مجبور ہوگئے جو آریہ گزٹ کا بے خبر ایڈیٹر مسلمانون کے ذمہ لگا رہا ہے۔

مندرجہ بالا حوالجات دیانندیون کی مسلمہ کتب سے ہین اب ہم ایک ہندو کی بنائی ہوئی تواریخ آئینہ تاریخ نما سے حوالہ دیکر ثابت کرنا چاہتے ہین کہ آریہ گزٹ کا یہ لکہنا کہ بدہون کی جلاوطنی کا باعث مسلمانون کا ظلم تہا بالکل خلاف واقعہ اور جہوٹ سے پُر ہے۔

(آئینہ تاریخ نما حصہ تیسرا ص۹۱) راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند نے لکہا ہے کہ شنکراچاریہ نے تمام ہندوستان کے راجاؤن کے دربارون مین بحث علمی کرکے غیرمذہب والونکو خوب درست کرلیا تمام راجہ لوگ سوامی جی کے دین مین داخل ہوگئے مثل مشہور ہے کہ **الناس علے دین ملوکھم** پس بدھ پرست جو رہ گئے تہے سب تمام ہندوستان سے نکالی گئے یا وید کے پیرو بنا لئے گئے۔ بدھ کے بہار اور ستوپ اور مندر سب توڑے اور پہونکے گئے۔

اب ایسے حوالون کے ہوتے ہوئے مسلمانون پر جلاوطنی کا الزام لگانا سراسر تحکم ہے۔ مسٹر وہیم پال صاحب نے خاص طور پر مسلمانونکا نام کہین نہین لکھا جس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ انہی بزور شمشیر پہیلانے کا الزام ویدک مت پر قایم کیا ہے نہ کہ اسلام پر۔ جیسا کہ مندرجہ بالا حوالون سے ظاہر ہے۔ امید ہے سچائی کا شائق آریہ گزٹ اپنی گریبان مین منہ ڈالکر اپنے بزرگون کے اعمال سے ضرور شرمندہ ہوگا۔ اگر اوس نے واقعات کی بنا پر لکہنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہم بہی اسپر مزید لکہنے کو طیار ہین۔

مین مندرجہ بالا مضمون لکہہ چکا تہا کہ مجہے الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۳ء ۲۹ جلد ۷ ص۱۷ پر ایک نہایت عمدہ مضمون بدھ کے بارہ مین نظر پڑا جو اسی ہمارے مہاتما آریہ گزٹ کے ایک نوٹ جسے ہم آریہ گزٹ کے اصل نوٹ اور الحکم کے ریمارک کے ہدیہ ناظرین کرتے ہین کیونکہ اسسے بہت نیک دل آدمیون کو فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ وہ مضمون یہ ہے۔

وید- بدھ وام مارگ اور نیوگ

لاہور کی کلچرڈ آریہ سماج کا آرگن آریہ گزٹ اپنے ایک ریمارک مین لکہتا ہے کہ "آریہ ورت کے زمانہ تنزل کے مشہور ریفارمرون مین سے مہاتما بدھ ایک مشہور ریفارمر ہوئے ہین جنہون نے وام مارگ کی مہان اندھیاری راتری (شب تار) مین جنم لیکر ایک غیرمعمولی تپ کی بشچات اپنے خیالات کے پرچار کا کام آرنبہ کیا اور وام مارگ کی نہایت درجہ کی فحش اور غلط تعلیم کے اثر سے بہارت نواسیون کو بچاکر ان کو نفس کشی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی۔ اور چونکہ اس سمے وام مارگ کی ناپاک تعلیم کو ویدون سے منسوب کیا جاتا تہا اسلئے مہاتما بدھ نے مصلحت وقت دیکھہ کر یہ مناسب سمجہا کہ جب تک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا۔ اور نہ ہی یہ لوگ ویدون کو اپنا پستک مانتے ہوئے میری تعلیم پر عمل کرنیکے لئے آمادہ ہونگے۔" (کاش نیسوین صدی کا لنگوٹ بند ریفارمر بہی اسی اصول کو مدنظر رکہتا ہوا لوگون کو ویدون سے علیحدہ ہونے کی تعلیم دیتا تو ماہ منتقیم پر آگئی ہوتی اور اتنے جہگڑے برپا نہ ہوتے۔ منظور)

الحکم کا اسپر ریمارک

آریہ گزٹ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح وید کے ماتہے سے اس کلنک کے ٹیکہ کو دور کرے جو وام مارگ کی ناپاک تعلیم کا لگا ہوا ہے مگر یہ کوشش بے سود اور محض بیہودہ ہے

دراصل بودھ کو اس امر کی پڑتال اور تحقیقات کا خوب موقع حاصل تہا کہ وہ دریافت کرے کہ آیا یہ ناپاک اور فحش تعلیم ویدون سے نکلی ہے یا نہین؟ اور اسنے تحقیق کرلیا تہا کہ یہ گندی تعلیم فی الحقیقت ویدون ہی کی تعلیم کا کرشمہ ہے ورنہ وہ کبہی یہ نہ کہتا

"کہ جبتک ان لوگون کو ویدون سے علیحدہ نہین کیا جاویگا اس سمے تک میری اصلاح کا کام ہرگز مکمل نہین ہوسکتا۔"

آریہ گزٹ وام مارگ کی تعلیم کو تو کہتا ہے کہ ویدون مین حالانکہ مہاتما بدھ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوا تہا مگر ہم آریہ گزٹ سے پوچہتے ہین کہ کیا نیوگ کی تعلیم بہی ویدون مین نہین ہے؟ اور اگر خدا نخواستہ اس تعلیم پر عملدرآمد شروع ہوگیا تو وہ زمانہ وام مارگ کی شب تار سے بہی بڑہکر خطرناک تاریک ہوگا۔ اُسوقت معلوم ہوگا کہ کیا اس تاریکی سے نجات بجز ویدون کے چہوڑنے کے ممکن ہوسکتی ہے؟ حقیقت مین نیوگ جیسے حیا سوز اور غیرت کش مسئلہ کے ہوتے ہوئے آریہ سماج اخلاقی تعلیم دینے سے بالکل قاصر ہے اور جب لوگ ویدون کو پڑہنے لگینگے تو وہ خود بخود انہین نتائج پر پہنچینگے جن پر مہاتما بدھ پہونچا تہا اور یہ آریہ سماج

سودیشی تحریک اور مسلمان

مین عرصہ سے دیکھہ رہا ہون کہ تمام کانگریسی و آریہ اخبارات بنیز وہ اخبارات جو ہندؤون کے ہاتہہ مین ہین ہمیشہ یہی زور دیتے رہتے ہین کہ سودیشی تحریک مین اہل اسلام بہی شریک ہو جائین۔ اس مضمون مین جو الفاظ مسلمانون کے جوش دلانے اور شامل کرنیکے واسطے استعمال ہوئے ہین۔ وہ ایسے ہین کہ ہر مسلمان کو جو ذرا بہی فہم رکہتا ہے سخت صدمہ پہنچاتے ہین۔ ہر تحریر کے دیکہنے سے مسلمانون کے کل زخم از سر نو تازہ ہو جاتے ہین ۱۸۵۷ء کی کارتوس کاٹنے کی بغاوت کے بانی کون ہوئے اور وبال کسپر پڑا۔ اُسوقت اگر اہل ہنود یا اہل بنگال یہ کہدیتے کہ اس کی نیو ہم نے ڈالی۔ گو ذکران پر جو شون کو اپنا شریک کر لیا تہا۔ تو آج پہر خواہان امداد ہوتے۔ جس وقت اُردو اور ناگری کا مسئلہ زیر بحث تہا آپ لوگ کس کونے مین تہے۔ جو آپ نے یہ نہ کہا کہ ہندوستان کی زبان اُردو ہے۔ جسے غیر لوگ بہی مانتے ہین۔ اور جس سے کوئی غیر متعصب ہندوستانی انکار نہین کر سکتا دیسی تجارت اور ترقی صنعت و حرفت کیواسطے خود لارڈ کرزن نے توجہ دلائی تہی۔ تقسیم بنگال سے اور اس سے کیا سروکار تہا۔ جو تقسیم بنگال کی ناراضی پر یہ تحریک قایم کی گئی۔ ہر ایک بادشاہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے ملک کے جس قدر صوبے یا ضلعے چاہے قرار دے۔ اگر لارڈ کرزن نے ایسا کیا۔ تو مسلمانون کے نزدیک کچہہ بیجا نہ کیا کچہہ انہون نے ہندوستان کی زمین کو اُٹہا کر ولایت نہ بہیجدیا۔ جسپر یہہ غروفش کیجاتی ہے۔ جسوقت آگرہ و اودہ کا الحاق کر کے ممالک متحدہ نام قرار دیا گیا تہا۔ اُس وقت بنگالیون نے کیون مزاحمت نہ کی۔ جواب اسقدر جامے سے باہر ہو رہے ہین۔ اور تمام ہندوستان کو اور اہل اسلام کو اپنا شریک کرنا چاہتے ہین۔ مسلمان تقسیم بنگال کی ناراضی پر سودیشی تحریک کے پابند ہونے کو بغاوت سے کم نہین خیال کرتے۔ اور نہ کوئی ذی فہم اس سے منکر ہو سکتا ہے مسلمانون کے مذہب مین بادشاہ ظلِ خدا ہے اور حکام علیٰ قدر مراتب واجب تعظیم۔ وہ بادشاہ کے جایز حکم سے انحراف کرنا پسند نہین کرتے۔ اگر ہمیشہ دشمن اسلام شور مچایا کرینگے تو کوئی سمجھدار مسلمان اس مین شریک نہ ہوگا۔ سودیشی تحریک کی جو اس قدر حسن سوزی دکہائی جا رہی ہے یہ بہی قابل غور ہے جس وقت ہندوستان مین بہی مثل دیگر اقالیم کے کارخانے قایم ہو جائینگے۔ تو جسقدر روپیہ کارخانون مین صرف ہوگا۔ وہ وصول بہی نہ ہونے پائیگا کہ مال ہندوستان کے خرچ سے فاضل بچ رہے گا جیسا کہ اور ممالک کا حال ہے پہر خیال کرنا چاہئے کہ وہ مال اور روپیہ کہان جائیگا۔ جب ہم سوائے ہند کے دیگر ممالک کا مال خرید نکرینگے۔ تو ہمارا مال کون خریدے گا۔ مین خود تجارت کا حامی ہون لیکن نہ اس طرح۔

ہم خود اس بات کو قبول کرتے ہین کہ اکثر اہل اسلام مفلس قلاش ہو رہے ہین۔ لیکن اون کی ترقی کے واسطے صرف یہی ذریعہ نہین ہے کہ وہ سودیشی تحریک مین شامل ہو جائین۔ بلکہ دیگر ذرایع بہی ہین۔ مسلمانون کی یہ حالت جس قوم کی وجہ سے پہنچی ہے وہ پوشیدہ نہین۔ مسلمانون سے جس نے سود کہایا۔ مسلمانون کی جائدادون پر جس نے نظر بد ڈالی مسلمانون کے تنزل کے جو بانی ہوئے۔ مسلمانون کی تجارت کو جس نے نقصان پہونچایا۔ مسلمانون کی ترقی سے جس کو رشک پیدا ہوا۔ اُسے اہل اسلام کبہی فراموش نہین کر سکتے۔ خواہ اُن کو کوئی لاکہہ سبز باغ دکہلائے ہم اس تحریر کے اُسوقت قائل ہوتے کہ جب اس سے بیشتر کسی عمدہ اور مفید کام مین مسلمانون کو برابر حصہ دیا گیا ہوتا۔ یا اُن کو ہمارے ہمدرد بننے والے اخبارون نے اپنا شریک کیا ہوتا۔ مسلمان بیشک کثیر تعداد سے غیر ممالک مین تعلیم کی غرض سے جا کر صنعتی تعلیم حاصل کر سکتے ہین۔ لیکن اس سے قبل یا آج تک کتنے مسلمانو کو ہندؤون نے دیگر ممالک مین تعلیم کی غرض سے بہیجا۔ جواب بہیجدین گے۔ یہ بہی ایک سبز باغ ہے جو مسلمانون کو اپنا بنانے یا اپنی رائے مین شریک کرنے کے لئے دکہلایا جاتا ہے کہ دیگر ممالک مین تم ہی تعلیم کو جا سکتے ہو۔ مسلمانون کی قوم جسوقت تجارت کی جانب متوجہ ہوگی۔ اُس وقت وہ اس کام کو اچہی طرح پر کر سکتی ہے اور جسوقت وہ کارخانے قایم کرنا چاہین گے کر سکتے ہین۔ سودیشی تحریک مین شرکت کی اہل اسلام کو ضرورت نہین۔ ہندوستانیون کو انگلینڈ کا شکرگذار ہونا چاہئے۔ کہ جسقدر ترقی کے راستے ہین وہ سب انگریزون نے بتائے اور وہ ہر وقت ہندوستانیون کو تعلیم دینے کے لئے طیار ہین۔ اہل انگلینڈ سے انحراف کرنا ناشکری ہے۔ ہندوستان کو ہر وقت وہر ساعت انگلینڈ کا مداح و حامی رہنا چاہئے اور اپنی ضروریات کو اُس سے پورا کرنا چاہئے اور ہر ایک تعلیم و پیشہ انہین سے حاصل کرنا چاہئے جس کے لئے وہ ہر ساعت و ہر لحظ تیار ہے۔ دنیا کی اقوام مین مسلمانون کے اگر دوست ہین تو عیسائی۔ عیسائیون اور مسلمانون کی طرز معاشرت مین سوائے ایک پردہ کے بہت کم فرق ہے۔ اور یہ فرق باہمی میل جول مین کسی وقت حارج نہین ہو سکتا۔

اس مضمون مین ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ بنگال مین جو ہندو اور مسلمانون کے باہمی تنازعات ہوئے ہین۔ اون کو دستانیون فساد سے تعبیر کر کے اُنپر کچہہ خیال نکرنے کی جانب توجہ دلائی ہے۔ مین افسوس کرتا ہون۔ کہ جسوقت وہ باہمی تنازعات ہوئے یا ہو رہے تہے آپ کہان تہے آپ نے کیون نہ اون کا انسداد کیا جو آج آپ درگذر کرنے کو تحریر کرتے ہین۔ آپ کو اگر ملکی خیالات تہے۔ تو اُسوقت درمیان مین آکر اون کا فیصلہ کرا دینا تہا تاکہ یا تو یہ نوبت ہی نہ پہونچتی۔ اور اگر پہونچتی ہی۔ تو مفت روپیہ مقدمہ بازی مین نہ ضایع ہوتا۔ بنگال تو بنگال ہے کل ہندوستان مین نہ روز یہی کارروائیان نظر آیا کرتی ہین جس کے بانی یہی ہمدرد ہوتے ہین۔ جو آج مسلمانون کو اپنے ساتہہ شامل کرنا چاہتے ہین۔ یہی سودیشی تحریک ہے۔ جو مسلمانون کے زمانہ مین چلی تہی۔ اور جسکے آجتک اہل اسلام کے مقابلہ مین ہنود پابند ہین ہندو اور مسلمان ایک دوسری کی ضد اقوام تہین۔ جس کے باعث انہون نے یہ کر لیا تہا۔ لیکن عیسائی اور اہل اسلام ضد اقوام نہین۔ ان کا تفاوت بہت ہی کم ہے۔ یہہ کبہی اس قسم کی خام خیالی نہین کر سکتے کیونکہ ان کا کہانا پینا۔ شادی بیاہ ایک ہے۔ اور ان کے پیغمبر حضرت عیسٰی تک ایک ہی چلے آئے ہین۔ برخلاف ازین ہندؤون نے آجتک مسلمانون کو اپنے کسی جلسہ یا اپنی کسی سوسائٹی مین حصہ ندیا۔ گو مسلمان ہر وقت اس کے لئے آمادہ رہے۔ امید ہے کہ مسلمان کبہی ان تہرون مین نہ آئین گے اور کسیوقت بادشاہ وقت کی مخالفت پر آمادہ نہ ہونگے۔ خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی۔ یا ہندو۔

راقم

سیّد وصی حیدر سندیلوی

(از جسہ)

عید اضحی آ رہی ہے

عید الضحیٰ کی تقریب قریب ہے۔ احمدی جماعتین جہان جہان ہین مستعد ہو جائین تاکہ عید فنڈ جمع کرین اور قربانی کی کہالون کو بیک جاکر کے انکی فروخت کا روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے مساکین فنڈ مین بہیجدین جیسے پچہلے موقع پر بہی عرض کیا تہا اب پہر گذارش کرتا ہون کہ عید فنڈ ایک ایسا فنڈ ہے۔ اگر پوری مستعدی کے ساتہہ اسے وصول کیا جاوے اور بہت ہی قلیل بہی وصول ہو تو بہی عیدین کی تقریب پر کم از کم بیس ہزار ہو سکتا ہے۔ کیا ہمارے احباب کوشش نہ کرینگے کہ اس فنڈ کی وصولی کا مستحکم انتظام ہو جاوے۔ مین امید کرتا ہون کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نا امید ہا کر ہماری جماعت اس عید پر وہ چودہ ہزار روپیہ پورا کر دیگی جو اس سال کے اخراجات مدرسہ کے لئے تجویز ہوا ہے۔ اور اگر عید فنڈ مین اس قدر روپیہ جمع کر کے انہون نے بہیجا تو پہر مدرسہ کی مینجنگ کمیٹی مجبور ہوگی کہ وہ اپنی چند متعدد جماعتو پر اس رقم کو تقسیم کر کے یکدم وصول کر لے۔ مثلاً جماعت ضلع سیالکوٹ تین ہزار۔ جماعت ضلع لاہور دو ہزار۔ جماعت ضلع لودہانہ ایک ہزار۔ جماعت ضلع جہلم ایک ہزار۔ جماعت ضلع گجرات پانچسو جماعت ضلع جالندہر و ہوشیارپور پانچسو جماعت ضلع گوجرانوالہ پانچسو۔ جماعت ریاست پٹیالہ پانچسو۔ جماعت ضلع امرتسر ایک ہزار۔ جماعت ریاست کپورتہلہ پانچسو۔ جماعت ڈیرہ جات اڑہائی سو۔ جماعت ضلع ملتان اڑہائی سو ضلع منٹگمری اڑہائی سو۔ ضلع لائلپور اڑہائی سو۔ ریاست حیدرآباد دکن دو ہزار میرٹہہ۔ مظفر نگر۔ دہلی وغیرہ پانچسو۔ متفرقات ایک ہزار ضلع گورداسپور پانچسو۔ اس فہرست مین حالات ضلع کے لحاظ سے کمی بیشی ہو سکتی ہے چونکہ مدرسہ کی ضرورتون کے لحاظ سے کل روپیہ کا یکدم موجود ہونا ضروری ہے اسلئے ایسی ہی تجویز کرنی پڑیگی اور شاخ دینیات کیلئے جسقدر روپیہ درکار ہوگا۔ وہ بہی اسیطرح تقسیم کر کے وصول کر لیا جاوے گا۔ آخر قومی کام قومی سرمایہ سے ہی چلین گے اور جب ایک خاص قوم ہی ان اخراجات کی کفیل ہے تو پہر جسطرح بہی چاہین اس سے وصول کیا جاوے۔ ساتہہ ہی اس امر کا اظہار بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کی عمارت کو پختہ بنانے کی تجویز بہی درپیش ہے کیونکہ موجودہ عمارت ناکافی ہونیکی وجہ سے توسیع کی محتاج ہے۔ اسلئے مناسب سمجہا گیا ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مدرسہ کی عمارت کسی موزون جگہ پر پختہ بنالی جاوے جسکے واسطے ہزارہا ہی روپیہ کی ضرورت پڑے گی اور ہمین اپنے رب کریم پر بہروسہ ہے کہ وہ اس کام مین ہماری مدد کریگا کیونکہ وہ ایسا رب ہے جو عندہٗ خزائن السماوات والارض

الخطاب الملیح پر ریویو

کل شام مخدومنا مولانا حکیم احمد اللہ خان صاحب نے مجکو دو جزو کا ایک رسالہ مطالعہ کے لئے دیا جو مولوی اشرف علی صاحب تہانوی نے کرم خان نامی ایک شخص کی تحریک پر ترتیب دیا ہے اور نام اوس کا الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح رکہا ہے بینے بالاستیعاب اس رسالہ کو مطالعہ کیا اور محرک و مصنف کی حالت پر افسوس ہوا۔ یہ رسالہ اس قابل نہین ہے کہ ہمارے بزرگان دین مین سے کوئی صاحب اپنے اوقات گرامی کو اس کے جواب لکھنے مین صرف فرمائین اور نہ اس رسالہ کا زہریلہ اثر کچھہ زیادہ قوی اور موثر معلوم ہوتا ہے تاہم چند ناواقفون اور سادہ لوحون کو دہوکر مین ڈالدینے کی قابل ہے مجھکو نہ تو اتنی لیاقت نہ اسقدر فرصت کہ اس کے ایک ایک لفظ کا جواب قولہً اور فعلاً کی سرخیون سے تحریر کردن - جی چاہا کہ جسطرح ایک کتاب کا مختصر محققانہ ریویو کسی منصف مزاج کی طرف سے لکہا جاسکتا ہے اسطرح مختصرًا اس رسالہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کر کے مولانا حکیم صاحب قبلہ کیخدمت مین پیش کردون - وھو ھذا

اس رسالہ کی تصنیف کا محرک ایک شخص کرم خان ہے جو نہایت گستاخ شخص معلوم ہوتا ہے - مولوی اشرف علی صاحب بیچارے بہت ہی معمولی لیاقت کے نیم ملّا معلوم ہوتے ہین اسلئے کہ نصوص قرآنیہ کی تادیل اور تاویل اور احادیث نبوی سے استدلال کرنے مین وہ جسطرح عقل و علم سے کام نہین لے سکے اسیطرح منطق اور فلسفہ سے بالکل معرّا معلوم ہوتے ہین - لفظ ربوہ کے متعلق فرماتے ہین کہ اسکی تفسیر دمشق یا فلسطین غرض ملک شام کے سوا کشمیر سے کرنے کی کوئی دلیل نہین (دلیل خیر سے اپنے اثبات مدعا مین آپ نے بہی نہین لکہی) اس عبارت کو پڑہکر اور حضرت اقدس علیہ السلام کی توجیہات کو دیکھکر جو دوسری اپنی تصانیف مین حضرت ؑ نے تحریر فرمائی ہین - بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی سادہ لوحی پہ رحم آتا ہے ایک جگہ مجبور ہوکر فرماتے ہین کہ ” اگر ترتیب ذکری کی ساتھہ ترتیب وقوعی بھی مان لیجائے تب بھی منکر رفع کو مفید نہین کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تہوڑی دیر کے لئے آپ کو وفات دیگئی ہو اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹہا لئے گئے ہون “ صفحہ ۹ مین مولویصاحب فرماتے ہین ” آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتھہ بلاشک جا سکتے ہین اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اوس سے پوچہنا چاہیئے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہئے - کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے کونسی دلیل شرعی اسکا انکار کررہی ہے - انشاءاللہ تعالےٰ قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہوسکیگی “ مولوی اشرف علی صاحب کی یہ بہادری قابل توجہ ہے کہ قیامت تک کوئی دلیل قایم نہ ہوسکے گی - خیر سے خود ہیئت و طبعی وغیرہ سے قطعی نابلد ہین ورنہ ایک اسکول کا معمولی طالب علم جو علم طبعیات کی ابتدائی کتاب پڑہتا ہے وہ بہی اس کو محال عقلی ثابت کرسکتا ہے مگر ہمارے ناواقف مولانا فرماتے ہین کہ قیامت تک دلیل قایم نہ ہوسکیگی - ایسے ہی ایسے شخصون کو دین کا پیشوا بنا کر ہمنے اسلام کو ضعیف کیا - مولوی اشرف علی صاحب نے اصلاح الرسوم حق السماع - اصلاح ترجمۂ نذیریہ - فتاوائے اشرفیہ وغیرہ بیسیون کتابین تصنیف کرڈالین - مگر کوئی یہ تو پوچھے کہ تکفیر بازی اور آپسمین ایک دوسرے پر غرّانے کے سوا مولویصاحب نے آریون عیسائیون وغیرہ کے مقابلہ مین کون کون سے کارنامے دکھلائے ہین - کفر کے فتوے دینا تو مولویون کو خوب آتا ہے - مگر علم و عقل سے کام لینا نہین جانتے - بھلا غیر مذاہب والے مولانا کے اس بیان کو دیکھکر کیا کہتے ہین اور اسلام کے علماء کی کیا وقعت اون کے دلون مین پیدا ہوتی ہوگی - مولوی صاحب پہلے چند طبعیات کے رسالے پڑھ لیتے اور علم الہوا اور علم الحرارت اور ہیئت کے ابتدائی اصولون اور سیارگان کے مجمل حالات سے اوّل واقفیت بہم پہونچا لیتے تو اون کو محال عقلی ہونے کی دلیل قیامت سے پہلے خود ہی ملجاتی - صفحہ ۱ پر جو مولویصاحب نے جواب ۸ لکہا ہے اوس سے وہ اپنے مطلب کو تو ثابت نہ کرسکے مگر ہان یہ امر بخوبی ثابت فرمادیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آنا ممکن ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو اور یہ ہمارے مفید مدعا ہے - مولویصاحب نے اسباب کے جواب مین کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کرتے ہونگے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت سے میوے بھجوا دیتا ہے -

صفحہ ۱۲ پر ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کے متعلق مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ قیامت مین مُردون کو زندہ کرنا تو سب سے بڑہکر سنت اللہ کی تبدیل ہے اور پھر تمام صفحہ مین اس کے متعلق جو کچھہ لکہا ہے نہایت ہی رکیک اور لچر ہے - حدیث لا مهدي الا عيسىٰ کے متعلق فرماتے ہین کہ یہ کمال تشابہ کے لئے ہے اور ثبوت مین یہ شعر جو شاید خسرو کا ہے لکہتے ہین ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مگر لطف یہ ہے کہ یہ شعر بالکل ہمارے مدعا کو ثابت کرتا ہے - حضرت الیاس ؑ کے نزول کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے تو مولویصاحب فرماتے ہین کہ چونکہ ہمارا مدار استدلال نہین اسلئے کچھ حاجت بیان نہین - سُبْحَانَ اللہ - کیا دین کے علماء ایسے ہی دیانتدار ہوتے ہین جو یہ چاہتے ہین کہ کسی طرح اپنے حریف کو ساکت کردین چاہے احقاق حق نہ ہوسکے - دارقطنی والی - کسوف و خسوف کی حدیث کا جب کوئی جواب مولویصاحب سے نہ بن پڑا تو فرمانے لگے کہ یہ کسوف و خسوف جو واقع ہوچکا قاعدۂ ہیئت کے موافق ہوا اور وہ کسوف و خسوف جسکی خبر دیگئی ہے قاعدۂ ہیئت کے خلاف ہوگا - مولوی صاحب محال عقلی کو تو کچھہ چیز ہی نہین سمجھتے چنانچہ یہان محال عقلی کا ذکر تک بھی نہین کیا - مگر مین کہتا ہون کہ پھر اس خلاف قاعدہ ہیئت کسوف و خسوف کے بعد ایمان بالغیب بھی رہیگا یا نہین؟ احادیث متعلق اعمال مین بمقابلہ احادیث متعلق عقائد کے احتمالات کو کیون زیادہ دخل نہین دے سکتے اس موٹی سی بات سے بہی مولویصاحب ناواقف ہین حالانکہ اس کو ایک جاہل آدمی بہی سمجہنا چاہے تو بخوبی سمجھ سکتا ہے - مولویصاحب فرماتے ہین کہ کوئی شخص اگر نبوۃ (مامور من اللہ ہونے) کا دعوے کرے اور وہ اس دعویٰ مین جہوٹا ہو تو اسوقت وہ ہلاک کیا جائیگا جبکہ خلق کے گمراہ ہونے کا احتمال ہو ورنہ نہین - مگر مولوی صاحب کو یہ خبر نہین کہ چار لاکھہ خدا کے نیک بندے - جنمین بڑے بڑے عالم فاضل فقیہ محدث - مفسر - متکلم - صوفی وغیرہ شامل ہین حضرت اقدس علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم کرچکے ہین اور آیندہ اس سلسلہ کو روز افزون ترقی ہے - مولویصاحب کے خیال مین ابھی تک لوگون کے گمراہ (بزعم مولویصاحب) ہونے کا اندیشہ ہی نہین - اگر مثال مین حضرت اقدس علیہ السلام کی مانند کوئی دوسرا مدعی بتا دیتے کہ اوس نے اسیقدر عرصہ تک کامیابی کے ساتھہ اپنے مشن کو ترقی دی ہو تو اچھا تہا - مگر ایکے مولوی صاحب کیا اگر ساری دنیا کے آدمی بہی ملکر کوئی ایسی مثال تلاش کرنا چاہینگے تو نہ ملے گی - سب سے زیادہ توجہ کی قابل بات اس رسالہ مین یہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے سوائے چند مجروح و موضوع احادیث کے اپنے مدعا کے اثبات مین صحیح بخاری یعنی اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی ایک حدیث بھی قسم کھانے کو بیان نہین فرمائی اور مولویصاحب کیا کسی دوسرے کو بہی صحیح بخاری سے ایسے لغو عقیدہ کے متعلق کوئی ثبوت دستیاب نہین ہوسکتا کیونکہ امام بخاری تو ہمارے امام علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور آپ کو اپنے دعاوی مین صادق سمجھنے والے ہین -

فالحمد للہ

راقم

اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی ۱۶ / دسمبر ۱۹۰۵ء

مراسلت

جناب مولوی صاحب! والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ کا جواب میری جانب سے بہی والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ عرض ہے مجکو سفر سے واپس آئے ہوئے بہی کئی روز گذر گئے مگر ایک عرصہ کے بعد آج ابہی تہوڑی دیر ہوئی کہ آپ کی وہ تحریر جو آپ نے میرے ریویو پر لکہی ہے میری نظر سے گذری اور مین فورًا مودبانہ یہ عریضہ لکہہ رہا ہون - جناب نے ارقام فرمایا ہے کہ مجھکو ایسی تحریر دکہانا سخت ناانصافی اور ظلم ہے مین حیران ہون کہ جناب کو کوئی محققانہ تحریر بغرض احقاق حق دکہانا ظلم کیون ہے (درانحالیکہ جناب مولوی اور دین کے عالم بہی مشہور ہین) تعجب ہے اور حیرت! پھر آپ مجھہ کو کوسنے دیتے ہین اور فرماتے ہین - میرے دل کو تمنے بلاوجہ ستایا اللہ تعالےٰ تمکو اس کا بدلہ دیوے اگر جناب کا دل اسقدر جلد دکہنے والا ہے کہ کسی کی حق بات کو بہی آپ نہین سن سکتے تو وہ گستاخانہ کتاب غریب خانہ پر خود تشریف لاکر مجھکو اوسکے بغور مطالعہ کا کیون ارشاد ہوا تہا بینے تو صرف جناب کے ارشاد کے موافق اوسکو بغور دیکہا اور بغور دیکھنے کے بعد اپنی محققانہ رائے نہایت ادب اور کمال تہذیب کے ساتھہ لکھکر جناب کی خدمت مین پیش کی تہی کہ جناب کو اطمینان حاصل ہوجائے گر بینے اوسکو حسب الارشاد بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے باقی وہ کتاب تو اسکی مستحق ہے کہ مین اوس کے محرک و مصنف کو اونہین سو فیانہ

وعامیانہ الفاظ مین یاد کرتا جن الفاظ مین آپ نے میرے مقتدا و پیشوا کو یاد کیا ہے مگر چونکہ میرا ریویو اور آپکی یہ تحریر انشاء اللہ تعالے شائع ہوکر آپ کی اور سب کی نظر سے گذرے گی اس لئے ناظرین خود اندازہ کر لینگے کہ مینے کیا عرض کیا تہا اور آپ نے جواباً کیا فرمایا - آگے آپ فرماتے ہین مین اب آپ کے اوس پیرمغان کو کچہہ کہنے کا ضرور مستحق ہوگیا بیشک وہ عقلاً و نقلاً ہرطرح سے قابل تکفیر اور قابل لعنت ہے - مجہکو شرم آتی ہے کہ مین ایسے رندانہ اور اوباشانہ الفاظ کا کیا جواب دون - آپ کی شان کو لوگ اس سے بہت اعلے وارفع سمجہتے کہ آپ کے منہ سے ایسی الفاظ نکلین مگر سچ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

خدا کی قسم مین آپ کی نقل وعقل کے اُن دلائل کو سننے کا بڑا اشتیاق ہون - مولانا! کوسنا اور گالیان دینا عالمون کے لئے کوئی فخر کی بات نہین بلکہ قابل شرم بات ہے - ذرا اپنے علم وفضل کے بہی تو کچہہ جوہر دکہائیے - کیا اچہا شعر ہے کہ ؎

مزا یہ طرفہ ہے مضمون تو دسنیا نہین
مقابلہ پہ چڑہاتے ہین آستینون کو

آگے آپ نے اس سے بہی زیادہ جوش مین آکر اوس خدا کے برگزیدہ کو کافر بے پیر اور نعوذ باللہ کیا کیا کچہہ کہہ ڈالا ہے - مجہکو ضرورت نہین کہ ایسے ہفوات کا جواب لکہون آپ کو معلوم ہے کہ جناب مرزا صاحبؑ میرے مرشد ہین اور مرشد کا رتبہ باپ سے بہی بڑہکر ہوتا ہے لہذا آپ اگر یہ گالیان میرے باپ کو دیتے تو شاید اتنا زیادہ ناگوار نہ ہوتا خیال تو کیجئے اگر کوئی آپ کے مرشد کو نہین بلکہ صرف آپ کے والد بزرگوار ہی کو کافر بے پیر وغیرہ الفاظ سے یاد کرے اور قابل لعنت کہے تو آپ کا دل کیا کہے - مینے تو نہ آپ کی ذات پر پہلے حملہ کیا تہا نہ اب جائز سمجہتا ہون ایک قول جو پیش نظر تہا اوسی کے متعلق منصفانہ تنقید تہی - حیرت ہے کہ آپ اسقدر گالی اور کوسنے پر کیوں اُتر پڑے جاننے والے بان لینگے اور سمجہنے والے سمجہہ لینگے کہ آجکل ہمارے دین کے ہادیون یعنی مولویون کے اخلاق کس درجہ پر ہین اور وہ اپنے جذبات نفسانی پر قابو پاکر کہانتک ضبط وتحمل سے کام لے سکتے ہین پہر آپ تحریر فرماتے ہین کہ مینے تو وہ رسالہ بنظر ہمدردی

دیا تہا نہ ایسے لغویات تحریر کرنیکے لئے وہ مولوی اشرف علی میرے چشم دیدہ علم مروجہ کا سند یافتہ آپ اپنی زبان سے بوجہ ناواقفیت نیم ملا تحریر فرماتے ہین بقول شخصے چہوٹا منہ بڑی بات اجی جناب مولوی صاحب آپ نے واقعی وہ رسالہ بنظر ہمدردی دیا تہا یعنی یہ کہ مین اوسکو دیکہکر اپنے عقائد سے رجوع کر لون مگر جب اوس رسالہ کی تحریر اور طریق استدلال مین مجہکو چند خامیان نظر آئین اور مینے وہ آپ کی خدمت مین نہایت مودبانہ طور سے پیش کین تو آپ کی ہمدردی کے تو یہ معنی تہے کہ آپ میرے شکوک رفع کرتے اور مجہکو میری غلطیون سے آگاہ کرتے نہ یہ کہ آپ مجہکو اور میرے امام کو گالیان اور کوسنے دینے لگے ذرا آپ ہی دل مین غور کیجئے کہ کیا یہ بات آپ کی ہمدردی اور آپ کی مولویانہ شان کے شایان تہی ؟ - چونکہ وہ تقریر لذا مجہہ خاکسار کی لکہی ہوئی تہی اسلئے اوسکو لغویات کا خطاب دینا مجہکو گران نہین گذرتا مگر مین حیران ہون کہ آپ کی اس تحریر کو منصف مزاج لوگ دیکہکر کیا خطاب عطا کرینگے - رہے مولوی اشرف علی آپ اونکی تعریف وتوصیف مین کیون اسقدر رطب اللسانی فرماتے ہین مین اون کی تصانیف کے ذریعہ سے آپ سے زیادہ اون سے واقف ہون اور آپ کا اون کی لیاقتون کو چشم دید بیان کرنا یا سند یافتہ ہونے سے اون کی شان بڑہانا کچہہ غیر ضروری سی بات ہے - سورۃ جمعہ مین خدا تعالے نے گمراہ عالمون یعنی حاملان اسفار کو جس نام سے یاد کیا ہے آپ جانتے ہین - بہت سی کتابین پڑہنا اور بہت سی زبانین جاننا اور بات ہے اور دین کی سمجہہ اچہی ہونا اور بات ہے سب سے آخری فقرہ آپ کا یہ ہے

"وہ یہ جو کچہہ ہم نے لکہا فقط تمہاری گستاخانہ تحریر کا نتیجہ ہے"

بہت اچہا آپ نے خوب لکہا اور مینے اس سے بہت سے سبق حاصل کر لئے - اب میری ایک خاص گذارش ہے اور وہ یہ کہ آپ میرے بزرگ ہین - آپ عالم ہین - آپ کو مجہہ سے ہمدردی ہے اور ہونی چاہئے - لہذا اب آپ میرے شکوک واعتراضات کو رفع فرما دیجئے مین آپ کو خدا کی عظمت وجلال کی قسم دیتا ہون کہ آپ ایک گرتے ہوئے کو (بزعم اپنے) سنبہال لیجئے اور ہرگز دریغ نہ فرمائیے ورنہ یہ آپ کا علم وفضل کام کسدن آئیگا - اگر مین بالمواجہ اپنے اعتراضات پیش کرون اور آپ سے جواب سنون تو یہ ڈر ہے کہ آپ کو جب

آپ کا طیش روزانہ ہر کہہ ومہ کے سامنے اور اکثر اہل محلہ وہم نشینون کے روبرو مجہکو کیا میرے مقتدا و پیشوا کو گالیان دلاتا رہتا ہے تو میرے روبرو تو وہ طیش شاید اور بہی کسیقدر بڑہ ہی جائیگا - مین چونکہ انسان ہون اور انسانی ہون اور انسانی کمزوریان مجہہ مین موجود ہین لہذا مین یہ عرض کرتا ہون کہ آپ اپنے اس تبرہ بازی کے شغل کو بجائے خود جاری رکہین مجہکو اس سے کچہہ غرض نہین (بلکہ آپکی اس قسم کی درشت گوئی کا نتیجہ بہت مفید پیدا ہوتا جاتا ہے) اب وفات مسیح یا رفع الی اللہ (رفع الی السماء نہین) یا جہاد (جس کی منسوخیت سے آپ کو سخت صدمہ ہے اور اکثر لوگون سے اسکے متعلق آپ نے فرمایا ہے) یا اور جس متنازعہ مسئلہ کے متعلق آپ مناسب سمجہین ہم دونو افہام تفہیم بذریعہ تحریر کر لین اور یہ تحریری مباحثہ جب تک خدا کو منظور ہو جاری رہے یہانتک کہ ہم مین کوئی ایک اپنی غلطی سے آگاہ ہو جائے - میری طرف سے یہ رعایت آپکی نذر ہے کہ آپ جواب دینے کے لئے اپنے مولوی اشرف علی اور دیگر مولویون سے بہی بذریعہ خطوط مدد لے لیا کیجئے اور اس لئے میری تحریر کا جواب زیادہ سے زیادہ دو ہفتہ تک آپ کے پاس سے میرے پاس آنا چاہئے - اور آپ کی تحریر کا جواب مین زیادہ سے زیادہ دس روز بلکہ اس سے بہی کم یعنی ایک ہفتہ مین آپ کے پاس بہیجوا دیا کرون گا حالانکہ آپ آزاد اور مین بوجہ ملازمت پابند اور عدیم الفرصت ہون - طرفین کی تحریرون کو بلا تحریف وتبدیل بجنسہ کسی اخبار مین سلسلہ وار چہپوانے کے آپ بہی مجاز ہین اور مین بہی - مین اسبات کا وعدہ کرتا ہون کہ میری جانب سے کوئی ہٹ دہرمی یا ضد یا کج بحثی یا بدتہذیبی انشاء اللہ آپ نہ دیکہین گے - اور اسیطرح آپ کو بہی خیال ہونا چاہئے - اس مباحثہ سے آپ کے علم وفضل اور اعلیٰ قابلیتون سے بہی بہت سے لوگون کو واقفیت ہو جائیگی اور آپ کو ثواب کی بہی امید ہوگی کیونکہ آپ اپنے ایک بہائی کو اپنا ہمخیال بنانے کی کوشش کرینگے - مین سوائے مذہبی معاملہ کے دنیوی تعلقات ومراسم کے اعتبار سے آپکو اپنا بزرگ سمجہتا ہون اور آئندہ بہی انشاء اللہ تعالے آپ مجہکو نہایت مودب پائینگے - بشرطیکہ مذہبی معاملہ یا مذہبی تذکرہ ... تحریر آپ کو اپنی تحقیق ظاہر کرتے ... خیالات سے مطلع ہو نہیں ... میرے نزدیک کوئی امر مانع نہین ہے اگر منظور ہو تو مجہکو مطلع فرمائیے کہ ابتدائی چند ضروری اصول مباحثہ مقرر کر کے خدمت مین حاضر کرون - فقط

الملتمس
اکبر شاہ خان احمدی نجیب آبادی
۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء

یادگار کرزن

یادگار کرزن کے لئے احمدی کب تک پسند کرینگے کہ اس وظیفہ کو رٹا جاوے شاید انکے نزدیک یادگار کرزن کا یہی بہترین ذریعہ ہوگا کہ کم وبیش ہر اخبار مین یادگار کرزن کے لئے تحریک کرتے رہین یہ دن کام کرنے کے ہین -

ع شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

ایک ہی مطلب اور مقصد کے لئے بار بار کہلوانا شائد نامناسب نہ ہوگا ان قوم کے لئے جو اپنے جان و مال خدا کے سپرد کر چکا ہو - مولانا مرحوم کی وفات پر مین مہینے سے زیادہ گذر گیا اور ابہی تک یادگار کرزن کا سوال جہان تہا وہین موجود ہے - آپ خوب یاد رکہین کہ زندہ جاوید شخص مر نہین سکتا - اسکی یادگار مٹا نہین سکتی - وہ سلسلہ کی تاریخ مین اپنی زندگی کے وقت اور ایثار کا سنہری صفحہ چہوڑ کر گیا ہے ... قوم کی خدمت ... وہ مرشا ہے کیا قوم ... ہی ... اپنی موت سے کوئی سبق نہ ... آج بے شک چند دن کی ہمارا اور لوجہ ... دبے جاتے ہو لیکن کیا یہ نہین معلوم نہین کہ اگر آج ایک پیسہ خرچ کروگے تو وہ لب کے لئے ... ہی گران قیمت ہوگا - اسلئے کہ خدا کا موعود اور مرسل تم مین موجود ہے - یہہ یقینی امر ہے کہ قومون کا رجوع اسکی طرف ہوگا - اور زمین اپنے خزانے اگل دیگی - اور خدا کا سلسلہ ہماری مالی نصرتون سے بے نیاز ہو جاویگا - اس وقت تمہین موقع ہی نہ ملیگا کہ خرچ کر سکو - ... زمانہ کے ... فی الفاظ سے تم مین کوئی تحریک پیدا کریگی حاجت ... بہیجنا تم اسے خود مخدوم الملتہ سمجہتے تہے - خدا تعالے نے اسے مسلمانون کا لیڈر رکہا - قوم کا نشان یہی ہے کہ وہ اپنے محسن و مخدوم کی یاد تازہ رکہنے کی سعی کرے - تا آئندہ نسلون کے لئے وہ ایک سبق ہو - پس اس سوال کو سرسری نظر سے مت دیکہو اور دل کہولکر اس یادگار کے قیام کے لئے ہاتہ بڑہاؤ - یہہ یادگار مدرسہ کریمیہ کی صورت مین تجویز ہوتی ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کو پختہ کر دیا جاوے اور اس کے ساتہہ مدرسہ کریمیہ یا اور مناسب نام سے موسوم کر کے خالص شاخ دینیات کہولی جاوے - عمارت مدرسہ کیلئے سردست بیس ہزار سے کم کی ضرورت نہین ہے اور شاخ دینیات کے

تبدیلی مطلوب ہے - کمشنری ملتان کے ایک نائب تحصیلدار درجہ سوم جو عنقریب درجہ دوم مین ترقی یاب ہونے والے ہین صوبہ سرحدی کے کسی نائب تحصیلدار درجہ سوم سے تبدیلی کے خواہشمند ہین اگر کوئی صاحب اس تبدیلی پر رضامند ہون